مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلۃ

انصار الدین

جلد ۱۶ نمبر ۶

نومبر، دسمبر ۲۰۱۹ء نبوت و فتح ۱۳۹۸ ہجری شمسی ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۴۱ ہجری قمری







حمدِ ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ اَبْصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

تو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر دَرماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دِم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴ ۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

﴿بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد 16 نمبر 6 | مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ | نومبر و دسمبر 2019ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس:
ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن
قائد اشاعت: ضیاء الرحمٰن
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی، میر انجم پرویز، حبیب الرحمٰن غوری
مینیجر: نعیم گلزار
ڈیزائننگ: عامر ملک

"Ansaruddin" 33 Gressenhall Road, London, SW18 5QH, United Kingdom e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

درس القرآن

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔﴾ (الممتحنہ: آیت13)

ترجمہ:

اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تُو اُن کی بیعت قبول کر اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تشریح بیان کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اس آیت میں عورتوں سے اس پر عہد بیعت لینے کی تاکید ہے کہ شرک نہیں کریں گی۔ چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (اولاد کی تربیت کا خیال رکھیں گی) جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگائیں گی۔ اور معروف امور میں نافرمانی نہیں کریں گی۔

تو یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اور اگر نبی دے سکتا ہے تو پھر خلیفہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہے گا۔ اس لئے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ تم نے اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجالانا ہے۔ کہیں نہیں یہ لکھا ہوا کہ جو معروف حکم ہو اس کی اطاعت کرنی ہے۔

تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ لیکن دراصل یہ دو مختلف حکم نہیں ہیں۔ بعضوں کے سمجھنے میں غلطی ہے۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہوگا معروف ہی ہوگا اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اس کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے اس کے خلاف کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تو تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم نبی کو مان کر، مامور کو مان کر اس کی جماعت میں شامل ہو کر محفوظ ہو گئے ہو کہ تمہارے لئے اب کوئی غیر معروف حکم ہے ہی نہیں، جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔

(از خطبہ جمعہ۔ ارشاد فرمودہ 19/ستمبر 2003ء۔ بمقام مسجد فضل لندن، انگلستان)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا تا کہ لوگ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔ بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔

(سنن ابو داوٗد۔ کتاب الجهاد۔ باب فی الطّاعة)

اس حدیث کی مزید وضاحت حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے ملتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے **علقمه بن مُجزّز** کو ایک غزوہ کے لئے روانہ کیا جب وہ اپنے غزوہ کی مقررہ جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ رستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السهمی کو امیر مقرر کر دیا۔ میں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں سے تھا۔ پس جب کہ ابھی وہ رستہ میں ہی تھے تو ان لوگوں نے سینکنے یا کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو عبداللہ نے (جن کی طبیعت مزاحیہ تھی) کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا: کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجالاؤ گے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم بجالائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبداللہ بن حذافہ نے دیکھا کہ یہ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔

پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آگئے تو صحابہؓ نے اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''امراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو''۔

(سنن ابن ماجه ۔کتاب الجهاد ۔باب لاطاعة فی معصیة اللّٰه)

مذکورہ بالا احادیث کے حوالہ سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ایک تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نہ ماننے کا فیصلہ بھی فرد واحد کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ آگ میں کودنے کو تیار تھے کہ ہر حالت میں امیر کی اطاعت کا حکم ہے، انہوں نے سنا ہوا تھا اور یہ سمجھے کہ یہی اسلامی تعلیم ہے کہ ہر صورت میں، ہر حالت میں، ہر شکل میں امیر کی اطاعت کرنی ہے لیکن بعض صحابہ جو احکام الٰہی کا زیادہ فہم رکھتے تھے، آنحضرت ﷺ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب تھے، انہوں نے انکار کیا۔ نتیجۃً مشورہ کے بعد کسی نے اس پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی واضح طور پر اسلام میں حرام ہے۔ دوسرے عبداللہ بن حذافہ جو ان کے لیڈر تھے جب انہوں نے بعض لوگوں کی سنجیدگی دیکھی تو ان کو بھی فکر پیدا ہوئی اور انہوں نے بھی روکا کہ یہ تو مذاق تھا۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے وضاحت فرما کر معروف کا اصول واضح فرما دیا کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ واضح ہو کہ نبی یا خلیفۂ وقت کبھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی واضح حکم کی خلاف ورزی تم امیر کی طرف سے دیکھو تو پھر اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اور اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہو چکا ہے تو خلیفہ وقت تک پہنچو۔ اس کا فیصلہ ہمیشہ معروف فیصلہ ہی ہو گا، اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق ہی ہو گا۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہی ہو۔''

(از خطبہ جمعہ۔ ارشاد فرمودہ 19/ستمبر 2003ء۔ بمقام مسجد فضل لندن، انگلستان)

امام الکلام ۔ کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ پایا وہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کی وجہ سے ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ ، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: آیت 32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نُور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔''

(حقیقۃالوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر22۔صفحہ65-64)

امام الزمان علیہ السلام کی اطاعت فرض ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔ اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھیراتا ہے۔ اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں۔ اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہو سکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے۔''

(براهین احمدیه۔ حصه پنجم ۔روحانی خزائن۔ جلد21۔ صفحه420)

فرمودات

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اطاعت کے ضمن میں معروف اور غیر معروف کی تعریف

بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لئے بھی آیا ہے ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سر ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکا نہ لگ جائے۔'' (خطبات نور۔صفحہ 421-420)

پس جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پرے نہیں ہٹتا تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی تعلیم کو، انہیں احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچائے اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔

اگر کسی وقت خلیفہ وقت کسی غلطی یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ کر دیتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرمادے گا کہ اس کے بد نتائج نہیں نکلیں گے۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے۔ لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوگی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے۔ دماغ انہی کا کام کرے گا، مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہوگی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط ہوگی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔'' (تفسیر کبیر۔جلد6۔صفحہ 377-376)

(از خطبہ جمعہ۔ ارشاد فرمودہ 19/ستمبر 2003ء۔ بمقام مسجد فضل لندن، انگلستان)

اداریہ

مالی فراخی کے چند مجرّب نسخے

گزشتہ شمارہ کے اداریہ میں قرض سے نجات کے چند مجرّب طریقے پیش کیے گئے تھے جو تصویر کا ایک رُخ تھا۔ اسی تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ قرض سے نجات کے بعد مالی فراخی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے۔

دراصل ہر مخلص احمدی کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے مالی فراخی عطا کرے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرسکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ دعا بھی کرتا ہے، علم بھی حاصل کرتا ہے اور مختلف پیشے بھی اختیار کرتا ہے اور اس طرح وہ زندگی بھر بہتر سے بہترین کی طرف سعی مسلسل میں مصروف رہتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ کسی بھی کام میں کامیابی کے لئے تین امور ضروری ہیں۔ محنت، دیانت اور اُس کام کو کرنے کا علم۔ ان تینوں امور میں کمی یا زیادتی اُس کام کے نتیجہ پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے۔

پس یاد رکھنا چاہیے کہ دعا اور وظیفہ کے ساتھ ساتھ عملی کوشش اور ظاہری اسباب کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے ورنہ کوئی دعا اور وظیفہ انسان کو سوائے نکمّا اور سست بنانے کے کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ اس لئے غور و فکر کی عادت ڈالنی چاہیے کہ کہیں ہماری محنت، دیانت، استقلال یا یقینِ کامل میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ فوری نتائج حاصل کرنے کے لئے کبھی بے صبری نہ دکھائیں۔ جو کام آپ کا ہے وہ حُسنِ نیت اور احسن طریق پر انجام دیں اور پھر اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے جو مقدّر کر رکھا ہے اس کا انتظار کریں لیکن مایوسی اور جلد بازی کسی صورت میں جائز نہیں۔

مکرم ایچ ایم احمد صاحب نے ایک مضمون (مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جنوری 1953ء) مالی فراخی حاصل کرنے کے بارہ میں اپنے تجربات کی روشنی میں تحریر کیا تھا۔ اس مفید مضمون کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے:

پہلا نسخہ: ایک دفعہ میں بہت سی مالی مشکلات میں پھنس گیا تو ایک بزرگ نے مجھے درج ذیل مسنون دعا بتائی جس کا ورد میں نے انتہائی پُرتاثیر پایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ. (صحیح البخاری، کتاب الأطعمة)

ترجمہ: اے اللہ! میں ہم و غم سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور عاجز رہ جانے اور سستی سے بھی تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں بزدلی اور بخل سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں۔ نیز قرض کے بوجھ اور لوگوں کے اپنے اوپر غالب آجانے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ کی یہ دعا بھی غور سے پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اکْفِنِي بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ. (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللّٰہ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے اپنا حلال رزق کافی کردے بجائے حرام کے۔ اور ہمیں اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کردے۔

دوسرا نسخہ: ایک بار شہر میں مخالفین نے نہ صرف ہمارا بائیکاٹ کردیا بلکہ بدزبانی کی انتہا کردی۔ اس پر مقامی جماعت نے فیصلہ کیا کہ مخالفین حضرت مسیح موعودؑ کو جتنی گالیاں دیں گے اس سے بڑھ کر ہم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجیں گے۔ چنانچہ میں نے درود شریف اور حضورؑ کے نعتیہ کلام کو گنگنانا شروع کردیا۔ یہ علاج تو میں نے مخالفین کے مقابلہ پر شروع کیا تھا لیکن یکدم حالات نے پلٹا کھایا اور دن بدن میرا بائیکاٹ کم ہونا شروع ہوا۔ مَیں کئی دفعہ تجربہ کرچکا ہوں کہ جتنا زیادہ درود پڑھوں دکان پر اتنا ہی زیادہ کام ہوتا ہے۔

تیسرا نسخہ: ایک مجلس مشاورت کے موقع پر حضور انور (حضرت مصلح موعودؓ) نے بیرونی ممالک کی مساجد کے لئے ایک سکیم پیش فرمائی تو میں نے فیصلہ کیا کہ ہر ہفتہ کے روز اپنے پہلے سودے کا منافع اس سکیم میں دیا کروں گا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر آپ کو بتاتا ہوں کہ اس عرصہ میں میری ہفتہ کے روز کی بکری سارے دیگر دنوں سے زیادہ ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اس نسخہ کو وسیع کرتے ہوئے اپنے دیگر چندوں کے لئے بھی یہی طریق اختیار کرلیا۔

چوتھا نسخہ: میرا یہ ہر سال کا تجربہ ہے کہ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے کے بعد نمایاں طور پر میری روزانہ کی بکری زیادہ ہونی شروع ہوجاتی ہے۔ متعدد دفعہ میں نے یکمشت چندہ ادا کیا ہے لیکن کسی دفعہ بھی ذرہ برابر غیر معمولی بوجھ محسوس نہیں کیا۔ دو تین دفعہ وعدہ کے ساتھ ہی نئے سال کے اعلان

والے دن ادائیگی بھی کر کے دیکھی ہے اور ہمیشہ اس گُر کو کامیاب پایا ہے۔

پانچواں نسخہ: نفلی روزہ مَیں نے کئی دفعہ آزمایا ہے۔

چھٹا نسخہ: میرا تجربہ ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے خدمت خلق کے کام کرنے پر رزق میں بہت فراخی ہوتی ہے۔مثلاً ضرورتمندوں کو چند روپے قرض دینے سے۔

ساتواں نسخہ: میں نے بیسیوں دفعہ تجربہ کیا ہے کہ اگر وقت بے وقت گھر میں مہمان آجائیں تو بڑی برکتوں کا باعث ہوتے ہیں۔

آٹھواں نسخہ: بظاہر معمولی سی بات ہے لیکن یہ اصول دکاندار کے لئے بہت اہم ہے کہ کوئی چیز جو خراب ہو چکی ہو یا اس کی میعاد گزر چکی ہو تو کبھی بھی اس بات کو گاہک سے پوشیدہ نہ رکھیے۔ میں کھوٹے سکّوں کو بھی تلف کر دیا کرتا ہوں اور جس روز بھی چند آنے اس طرح تلف کرتا ہوں اس روز اللہ تعالیٰ بے شمار کھرے سکّوں سے میری جیب بھر دیتا ہے۔

نواں نسخہ: نواں نسخہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہارِ تشکر ہے یعنی الحمدللہ کا وظیفہ۔اس کو کئی دفعہ آزمایا واقعی رزق کی فراخی کا بڑا عجیب نسخہ ہے۔

دسواں نسخہ: روزانہ کا محاسبہ ہے۔کسی دن بکری اگر زیادہ ہو تو ضرور سوچا کرتا ہوں کہ یہ کیوں ہے؟اور اگر کم ہوتی ہے تو پھر بھی سوچتا ہوں کہ یہ کیوں ہے؟ زیادتی یقیناً کسی نہ کسی نیک عمل کا نتیجہ ہوگی سوائے اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے۔اور کمی کسی غلطی یا کسی نہ کسی عمل میں کمزوری کا نتیجہ ہوگی۔

مضمون نگار اپنے مضمون کا اختتام ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ یہ سارے نسخے ایک ہی مرکزی نقطہ کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور وہ ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔پس آپ روپیہ کمائیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حصے کو بھی مدّ نظر رکھیں تو اس میں برکتیں ہی برکتیں نظر آئیں گی۔مَیں نے ان وظیفوں سے روپیہ ہی نہیں کمایا بلکہ سخت پریشانیوں میں ان سے ڈھارس حاصل کی ہے۔تکلیفوں میں راحت اور اداسی میں بشاشت پائی ہے۔غلطیوں،کوتاہیوں اور گناہوں کے اندھیرے میں روشنی دیکھی ہے۔

محترم قارئین! خاکسار اپنی گزارشات کا اختتام حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کی ایک ایمان افروز روایت سے کرنا چاہتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن دورانِ گفتگو مَیں نے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ سے عرض کیا کہ آپ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔حضرت مولوی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ جب ایک لمبا عرصہ کی مالی مشکلات میں مبتلا رہنے اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہونے کے بعد،گھبرا کر بے چینی کی حالت میں،مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے درخواستِ دعا کی تو حضورؑ نے دعا کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کا وظیفہ جاری رکھیں۔چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق مَیں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضورؑ نے بھی دعا کی۔خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اُتر گیا۔اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو مَیں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔اس پر مَیں نے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ سے کہا کہ حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں ورنہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس وظیفے سے استفادہ کرنے کی اجازت کی درخواست کرتے۔لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ اب ہم آپ سے اجازت حاصل کر کے اس وظیفہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔اس پر حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ نے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔

یہ روایت بیان کرنے اور اس وظیفہ کی برکات کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ رقمطراز ہیں کہ

''خاکسار ہر اُس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہے۔''

پیارے بھائیو!اس وظیفہ سے استفادہ کرنے سے پہلے (براہ کرم) حضرت مولوی صاحبؓ کے مذکورہ الفاظ پر غور فرمالیں کہ آپؓ کی طرف سے اس وظیفہ کو کرنے کی اجازت 'ایک احمدی' کو ہی دی گئی ہے۔............ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے رزق میں فراخی عطا فرماتے ہوئے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی توفیق،حوصلہ اور بشاشت بھی بڑھاتا چلا جائے۔آمین

(محمود احمد ملک)

تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں

مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو

قول کے ساتھ عملی نمونہ پیش کرنے، تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر عمل کرنے، اخلاق اور عملی حالت کی اصلاح، تزکیۂ نفس کرنے اور عبادات کی طرف خاص توجہ کرتے ہوئے حقیقی 'انصاراللہ' بننے کی تلقین

اختتامی خطاب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے فرمودہ 15؍ستمبر 2019ء

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں ترقی کے ساتھ مجلس انصاراللہ کی بھی ترقی ہو رہی ہے اور اعداد و شمار کے مطابق مختلف پروگراموں میں اور مختلف ایکٹوِیٹیز میں مجلس انصاراللہ کے ممبران کی نمائندگی بھی بڑھ کر نظر آتی ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ انصاراللہ کو یا مجلس انصاراللہ کے ممبران کو جو حقیقی جائزہ اپنا لینا چاہیے وہ اس پر لینا چاہیے کہ کیا ہم انصاراللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ جب تک ہم ایک فکر کے ساتھ اس بات کی تلاش نہیں کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں جو حقیقتاً قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اپنا لائحہ عمل ترتیب دے کر بار بار اس کا جائزہ نہیں لیں گے ہم اپنی زندگیاں اس تعلیم کی روشنی میں ڈھال نہیں سکتے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ بار بار ہمارے سامنے ایک ہی طرح کی بعض باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے بار بار پیش کرتا ہوں۔ اس سے شاید کوئی یہ خیال کرے بلکہ بعض یہ خیال کرتے بھی ہیں کہ کیا ان حوالوں سے باہر ہمیں نکلنا بھی ہے کہ نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ہر مضمون پر بے شمار لکھا۔ ہر قسم کے حوالے موجود ہیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جو آپؑ کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے، آپؑ کی کتب میں ملتی ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو بنیادی ہیں اور جنہیں بار بار ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہم میں سے اسّی فی صد نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے سامنے بار بار لائی جاتی ہیں؟ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال رہے ہیں جو مختلف مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کی بار بار ہمیں نصیحت فرمائی اور جو ہمارے سامنے پیش فرمائے؟ یا اسّی فی صد تو بڑی بات ہے ساٹھ فی صد یا پچاس فی صد یا چالیس فی صد بھی اس پر عمل ہو رہا ہے جو ہم باتیں سنتے ہیں کہ ان پر عمل کریں۔ صرف اگر ہم باجماعت نماز کو ہی لے لیں تو وہاں بھی ہمارے معیار جو ہیں بہت پیچھے ہیں بلکہ عہدیداروں کے بھی معیار بہت پیچھے ہیں۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو باوجود انصاراللہ کہلانے کے ہماری حالت قابل فکر ہے۔ آپ علیہ السلام تو ہر فردِ جماعت سے اعلیٰ معیار چاہتے ہیں کجا یہ کہ انصاراللہ کہلا کر اس طرف توجہ نہ دیں جو توجہ کا حق ہے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لیے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لیے بھی رہنما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہوگا اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہوگا اور پھر عہدیداروں کو، ہر سطح کے عہدیداروں کو، ایک حلقے کے عہدیدار سے لے کے، ریجن کے عہدیداروں سے لے کے مرکزی عہدیداروں تک اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا جو انصاراللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ حقیقت میں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟ پس ہر ناصر خود اپنے یہ جائزے لے سکتا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں جو مزید ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے۔'' یعنی ایسا مقدم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خود یہ ذکر کرے کہ یہ بندہ جو ہے یہ میرا ہی ہے اور میرے احکام کی پیروی کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ''اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل (عُرفِ عام) کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔'' فرماتے ہیں ''مسلمان وہی ہے جو اَسْلَمَ وَجْھَهٗ لِلّٰہِ کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجْه منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دیں ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔'' آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تو مسلمان ہو جا۔ مسلمان خود فسق و فجور میں مبتلا تھا۔'' برائیوں میں مبتلا تھا۔ ''یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تو پہلے اپنے آپ کو دیکھ'' مجھے جو تبلیغ کر رہا ہے ''اور تُو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تُو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔ یہودی نے اپنا قصہ بیان کیا'' اس مسلمان کو ''کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔'' دوسرے دن فوت ہو گیا۔ خالد کا مطلب ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کہنے لگا کہ ''اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔'' لیکن صرف نام کے مسلمان۔ پس آپؑ نے اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم نام کے مسلمان نہ بنو۔

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ لفّاظی کہیں کام نہیں آتی، باتیں کام نہیں آتیں بلکہ عمل ہیں جو کام آتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَاتَفْعَلُوْنَ۔'' (الصّف:4)(ملفوظات جلد اول صفحہ 76-77) کہ اللہ کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ بات ہے۔

پس ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں، نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ ہم اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کو پورا کرنے کے لیے ہماری اپنی کوشش اور حالت کیا ہے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو اور پھر تم اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔'' تمہیں اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے قلعہ میں آؤ۔ فرمایا کہ ''تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔'' تم تو بڑے دعوے کرتے ہو، مسلمانوں کی حالت آج کل تو اَور بھی زیادہ باہر ظاہر ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم احمدی ہو کے بھی یہی رہے تو پھر تو خاتمہ ہی سمجھنا۔ فرمایا کہ ''تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔'' فرمایا کہ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمان جو ہیں وہ تو اسلام کو داغ لگانے والے ہیں۔ فرمایا ''کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قَے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔'' ایک شخص کا عمل جو ہے وہ اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات پھر اسلام تک پہنچتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ مسلمان ہے دعویٰ یہ کرتا ہے عمل یہ کرتا ہے۔ فرمایا ''......اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔'' پھر فرمایا ''......پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 77-78)

پھر اپنے اخلاق اور عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارَین حاصل ہو'' ہمیشہ کی فلاح حاصل ہو، دونوں جہانوں کی فلاح حاصل ہو ''اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔'' کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلنے کے لیے، ان کو حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کو پڑھنا ضروری ہے۔ اسے سمجھنا ضروری ہے۔ نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر جاننا بھی ضروری ہے۔ فرمایا کہ ''خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے'' کہ ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بَر دل

کہ دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔

فرمایا کہ ''پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔'' بڑی اہم بات ہے فرمایا کہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت صرف باتیں یا کوئی اَور طاقت جو ہے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ''زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیا قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں''۔ وہ ایسی باتیں ہیں فرمایا کہ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو ان نصیحت کرنے والوں کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ تم نے اگر واعظ بننا ہے، تم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو ہر ایک کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا تا کہ پھر دنیا پر بھی ہم اپنا اثر قائم کر سکیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے'' جو یہ نصیحتیں کرتے ہیں اگر ان کی عملی طاقت بھی ہوتی ''اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو

قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔(الصّف:3) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کرخود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

لیکن جو اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کریں گے ان کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ اپنی باتوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''میری یہ باتیں اس لیے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لیے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لیے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 68)

آپ علیہ السلام نے بارہا نصیحت فرمائی کہ جو آپ علیہ السلام کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں ان سے خدا تعالیٰ کا ترقی کا وعدہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔ فرمایا یہ ان سے وعدہ ہے جو عمل کرنے والے ہیں نہ کہ ہر ایک جو کہے کہ میں مسیح موعود کی بیعت میں آ گیا ہوں اور عمل نہیں ہے اس سے وعدہ ہرگز نہیں ہے۔ اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا۔ ایک جگہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (آل عمران:56)۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انھی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کافروں پر فوقیت دے گا اور قیامت تک ان پر فوقیت دے گا جو صحیح اتباع کرنے والے ہیں۔ جو نہیں اتباع کرنے والے ان کو نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ جن کے دل چھوٹی برائیوں اور بڑی برائیوں میں مبتلا ہیں ان کی اصلاح نہیں ہو رہی۔ فرمایا نہیں، ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ یہ وعدہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے۔ آپؑ فرماتے ہیں یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خود دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو کہ قیامت تک تم فوقیت حاصل کرو کافروں پر اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک کافرین پر غالب رہو گے اس کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ برائی ہوتی بھی ہے تو دل اس پے ملامت کرنا چاہیے اور پھر کوشش ہونی چاہیے اس کے لیے اور پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس وقت وہاں تک پہنچنا ہے جہاں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اپنی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانا ہوگا، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ پانچ نمازیں بھی وقت پر نہ پڑھ سکیں اور اپنے کام کی مصروفیت کا بہانہ ہم کر دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 103 تا 105)

> **کیا ہم انصار اللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟**

ایک موقعے پر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہر احمدی کو تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے کیونکہ شریعت کا خلاصہ ہی یہ تقویٰ ہے آپؑ فرماتے ہیں:

''چاہیے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:28)۔ گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں ''تخلّف نہیں ہوتا۔'' اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔'' جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (الرّعد:32)۔ پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو

کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔'' تقویٰ تو شرط ہے اور اگر انسان غافل ہو اور پھر کہے میں نے قسمت سے آج ایک دعا کر لی تھی۔ آج میں نے بڑا لمبا سجدہ کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا تو اس کو کیا کہیں گے۔ فرمایا احمق اور نادان ہے وہ، بیوقوف ہے پاگل ہے۔ فرمایا ''لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 108–109)

پھر تزکیہ نفس اور تقویٰ اختیار کرنے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لیے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔'' ان کو ٹھیک طرح صحیح موقع پر استعمال کرنا اور جائز اس کا استعمال کرنا یہی اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ ''اسی لیے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔'' انسان کے مرد عورت کے تعلقات کے جو قویٰ ہیں ان کو ضائع کرنے کے لیے نہیں کہا یا آنکھ کو نکالنے کے لیے نہیں کہا کہ بدنظری نہ کرو'' بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کروایا جیسے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُوْمِنُوْنَ (المومنون:2) اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متّقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (البقرہ:6) یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔'' پس یہ یقین پیدا کرنا ہوگا جو آگے تک لے جاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو گا۔ ایمان بالغیب کرنا ہو گا۔ ''اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔'' پھر کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی۔ فرمایا ''پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لیے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔ سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے۔'' فرمایا سو ہماری جماعت یہ غم یعنی تقویٰ حاصل کرنے کا غم، اللہ تعالیٰ سے ملنے کا غم، فکر، غم سے مراد ہے فکر، کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے ''کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔'' پس آپ علیہ السلام ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف اس میں توجہ دلا رہے ہیں اور ہم یہ خود ہی اپنے جائزے لے سکتے ہیں۔ پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تقویٰ والے کون لوگ ہیں اور جس کے دل میں تقویٰ ہو اسے اپنی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے فرماتے ہیں:

''اہلِ تقویٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔'' فرمایا ''عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔'' نخوت یا تکبر اور غرور جو ہے یہ غضب سے، غصہ میں جو انسان آتا ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے'' اور ایسا ہی کبھی خود غضب، عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔'' فرمایا ''میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔'' یہ بڑی قابل غور بات ہے۔ فرمایا کہ ''بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔'' یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، بڑی عزت کرتے ہیں، بڑا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا ''لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔'' اصل بڑائی تو یہ ہے کہ کمزور اور کم طاقت والا جو ہے اس کی بات کو سنو، غریب کی بات کو سنو، مسکین کی بات کو سنو۔ فرمایا کہ یہی جڑ ہے عاجزی کی اور یہی بنیاد ہے عاجزی کی۔ اس پہ قائم ہو گے تو تبھی کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ پیدا ہوا ہے اور اس کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ غریب کی بات سنو'' اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔'' (الحجرات:14)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35–36)

> ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لیے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لیے بھی رہ نما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کیے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش ...... کبھی نصیب نہیں ہوسکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔''

فرمایا: ''اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔

تدبر اور فکر کے لیے قرآن کریم میں بار بار تاکید یں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (آل عمران:192) تمہارے دل سے نکلے گا اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔'' جو تم نے بنایا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے، بے فائدہ نہیں بنایا'' بلکہ صانعِ حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم وفنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 66)

پس تقویٰ ہوگا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی راستے دکھائے گا۔ ان کا بھی ادراک حاصل ہوگا اور اس سے پھر علم ومعرفت میں بھی ترقی ہوگی۔ راستبازی اور تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''ذرا سوچو اور سمجھو خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لیے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے لیکن وہ جو ہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اُگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جا کر ایک گوہر شہوار بنتا ہے۔ بقول کسے　ع

در باغ لالہ روید در شورہ بوم خس''

کہ وہ (بارش) باغ میں تو پھول اگاتی ہے اور بنجر میں گھاس پھوس اگاتی ہے۔

پھر اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لیے آسمانی نور اترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جو ہر قابل نہیں رکھتی''، جس میں خاصیت ہی نہیں جو بنجر زمین ہے'' وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو'' بارش تو ہو رہی ہے لیکن اگر زمین اچھی نہیں تو تاریکی میں چلو گے۔ نور موجود ہے، نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے ''اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ماں در مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لیے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے بارے میں کہ میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے'' تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔

اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لیے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر'' ہے۔ ہر طرف دائیں بائیں ہر جگہ دیکھو اسلام کو ختم کرنے کی فکر میں، معدوم کرنے کی فکر'' میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔'' فرماتے ہیں ''مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی مَیں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔'' فرمایا کہ ''عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ'' ہے۔ اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ تھی۔ ''اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر ہے۔ اگر اس زیادتی تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔'' اور اب تو صرف کتابیں نہیں بلکہ ہر قسم کے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لیے کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس لیے اب ہماری سب سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو سمجھیں اپنی حالتوں کو بہتر کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور حقیقی اسلام دنیا کو دکھانے کے لیے میدان میں اتریں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا۔ اور اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا مگر نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔'' اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرمایا ''مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 72-73)

اپنے اخلاق کو عمدہ اور اعلیٰ معیار پر لے جانے کی نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لیے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صَرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 140)

فرمایا کہ ''بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جاسکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 76)

توبہ اور عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''اس لیے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔

چاہیے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے۔ اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا الخ (الدھر:9) یعنی خدا کی رضا کے لیے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔

قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 208)

پھر فرمایا (انصار اللہ کے لیے خاص طور پر) ''راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب پاشی کی۔ آپؐ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آب پاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو۔ دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔

برکریماں کارہا دشوار نیست۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 45)

کہ نیک لوگوں کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ پھر بڑے درد سے نصیحت کرتے ہوئے اور آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''پس میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو!

ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لیے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ خطرناک حالت ہے۔''

> ہر قسم کے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لیے اب ہماری سب سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو سمجھیں اپنی حالتوں کو بہتر کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور حقیقی اسلام دنیا کو دکھانے کے لیے میدان میں اتریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انصار کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو تو بڑی فکر رہنی چاہیے۔ فرمایا:

''یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لیے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ (طٰہٰ:75) یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا اس کے لیے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ یہ کیسی صاف بات ہے۔ اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔'' اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ جو مجرم بن کے آئے گا اس کے لیے ایک جہنم ہے اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ فرمایا کہ کیسی صاف بات ہے اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے'' بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و آرام میں ہو۔ اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مردوں سے بدتر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مُردہ ہی ہوتا ہے اور نہ زندہ ہی کہلا سکتا ہے۔ پس اسی پر قیاس کر لو۔'' اسی کو سامنے رکھو جو ظاہری بیماریاں دنیا میں ہوتی ہیں اسی کو سامنے رکھ کر دیکھو'' کہ جہنم کے دردناک عذاب میں کیسی بری حالت ہوگی۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 142-143)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپؑ کی خواہشات کے مطابق آپؑ کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں۔ حقیقی انصار اللہ بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے اور اپنی نسلوں کے لیے نیک نمونے چھوڑ کر جانے کی توفیق ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا کے بعد حضورِ انور نے فرمایا)

اجتماع کی حاضری کے بارے میں بتا دوں۔ اس دفعہ کی کُل انصار کی حاضری 3107 ہے اور مہمان 1515 ہیں اس طرح کل حاضری یہاں اس وقت 4622 ہے۔ انصار کی حاضری میں 23 پرسنٹ کا اضافہ ہے اور لجنہ کی حاضری اُس وقت ان کے پاس پوری آئی نہیں تھی، وہاں اعلان نہیں کیا تھا تو لجنہ کی حاضری کے اس وقت فائنل figure ہیں 5822۔ اور پچھلے سال سے یہ بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ نے بھی کافی کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 03 دسمبر 2019ء)

لندن مشن کی طرف سے سفراء، وزراء اور عمائدین سے روابط

دوسری و آخری قسط

(بشیر احمد رفیق خان۔ سابق امام مسجد فضل لندن)

☆ 1962ء میں پاکستان کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان انگلستان کے دورہ پر تشریف لائے اور Claridges ہوٹل میں قیام پذیر ہوئے۔ جماعت احمدیہ برطانیہ نے بذریعہ تار انہیں خوش آمدید کہنے کے علاوہ اُن سے ملاقات کی بھی درخواست کی جو صدر صاحب نے قبول فرمائی اور ملاقات کے لئے وقت دیا۔ حسب پروگرام جب جماعتی وفد ہوٹل پہنچا تو صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری نے بتایا کہ صدر صاحب نے اس دن کی تمام مصروفیات کسی انتہائی اہم وجہ سے منسوخ کر دی تھیں لیکن جماعت احمدیہ کے وفد کے بارہ میں فرمایا ہے کہ وہ وقت پر آجائیں تو اُس وقت کے حالات کے مطابق فیصلہ کرلیں گے۔ چنانچہ ہم لوگ کمرۂ انتظار میں بیٹھ گئے۔ ٹی وی کے چند نمائندے، اخباری نمائندے اور بعض پاکستانی افسران کھڑے تھے۔ ہمیں یہ دیکھ کر یقین ہو گیا کہ ان حالات میں ملاقات ناممکن ہے اور اگر ملاقات نہ ہوسکی تو اس میں محترم صدر صاحب حق بجانب ہوں گے۔

مختصر سے انتظار کے بعد ملٹری سیکریٹری نے آ کر فرمایا کہ صدر صاحب آپ کے وفد سے ملاقات کریں گے۔ ملاقات کا وقت دس منٹ سے زائد نہ ہو کیونکہ اخباری نمائندگان بھی صدر صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں محترم صدر صاحب کے کمرۂ ملاقات میں لے جایا گیا۔ صدر صاحب نہایت تپاک سے ملے اور فرمانے لگے کہ پاکستان سے روانہ ہونے سے کچھ عرصہ قبل مجھے جماعت احمدیہ کی درخواست موصول ہوئی تھی کہ انہیں بیرونی ممالک میں بعض مساجد تعمیر کرنے کے سلسلہ میں زرمبادلہ کی ضرورت ہے۔ جب یہ درخواست مجھے موصول ہوئی تو میں نے وزیر خزانہ کو بلا کر انہیں ہدایت کر دی کہ یہ درخواست منظور کر لی جائے۔ اس پر وزیر خزانہ نے کہا کہ جناب! اگر احمدیوں کی درخواست منظور کی گئی تو مولوی صاحبان بہت شور مچائیں گے اور ممکن ہے وہ بھی زرمبادلہ کے لئے درخواستیں بھجوائیں جبکہ ہمارے پاس زرمبادلہ کی ان دنوں بہت کمی ہے۔ صدر صاحب فرمانے لگے کہ میں نے وزیر خزانہ کو کہا کہ جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے اور یہ تبلیغ کسی حکومت کی عطایا سے نہیں بلکہ غریبوں کے چندوں سے اکٹھی کی گئی رقوم سے ہوتی ہے۔ مولوی صاحبان نے باہر جا کر اسلام کی کیا خدمت کی ہے سوائے فتنہ وفساد کے! اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ جماعت کی درخواست منظور کی جائے اور اگر اس پر مولویوں نے شور مچایا بھی تو میں ان سے نپٹ لوں گا۔ نیز فرمایا کہ آپ لوگ جو خدمتِ اسلام افریقہ میں کر رہے ہیں مَیں اس کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اس لئے اپنے مرکز میں میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں آپ کو جس قدر بھی زرمبادلہ درکار ہو، میں دینے کو تیار ہوں۔

دس منٹ گزرنے کے بعد ملٹری سیکریٹری صاحب نے دروازہ کھول کر ہمیں ملاقات ختم کرنے کا اشارہ کیا۔ صدر صاحب نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا بھئی ان کے لئے کوئی چائے یا کافی لے آؤ اور ہمیں فرمایا آپ کو کوئی جلدی تو نہیں۔ ہم نے جواب دیا ہمیں تو کوئی جلدی نہیں البتہ آپ کی مصروفیات بالخصوص آج ایسی ہیں کہ ہم آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتے۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ باہر صحافی حضرات ہیں وہ انتظار کرلیں گے آپ تشریف رکھیں۔ صدر صاحب نے پھر دریافت فرمایا کہ انگلستان میں سالانہ کتنے لوگ آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں اسلام میں داخل ہوتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد تو مختصر ہی ہوتی ہے لیکن اسلام کے بارہ میں جو غلط خیالات برطانوی عوام میں موجود ہیں اور مستشرقین اور پادریوں نے اسلام کی جو بھیانک تصویر پیش کی ہے، اس کا مقابلہ ہم خوب کر رہے ہیں اور اس میں ہمیں خاصی کامیابی بھی ہوتی ہے اور دن بدن عوام کے اذہان سے اسلام کے بارہ میں جو غلط فہمیاں موجود ہیں وہ دُور ہوتی جاتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس مرحلہ کے بعد وہ دن بھی آجائے گا جب جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ ان کی خواہش ہے کہ ہم افریقہ میں اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیں تا وہاں اسلام زیادہ تیزی سے پھیلے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم افریقہ کے بیشتر ممالک کو اسلام کے قلعے بنالیں گے تو انشاء اللہ بین الاقوامی فورم میں اسلام کی آواز مؤثر انداز میں پیش کی جاسکے گی۔ نیز فرمایا کہ انہوں نے افریقن ذہن کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ افریقن لوگ دیانتدار، غیر متعصب اور کسی حد تک معصوم ہیں۔ انہیں جس بات کی سمجھ آجائے اس پر سختی سے عامل ہو جاتے ہیں اور حق کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نے صدر صاحب کو اُن جماعتی خدمات سے آگاہ کیا جو جماعت افریقہ میں کر رہی ہے۔ غرض یہ ملاقات جو صرف دس منٹ کے لئے تھی، پینتالیس منٹ پر پھیل گئی اور ہم بہت خوش ہو کر باہر نکلے اور صدر صاحب کے اخلاق، صاف گوئی اور طبیعت کی سادگی نے ہمیں بے حد متاثر کیا۔

چند سالوں کے بعد محترم صدر صاحب کا ایک اَور دورہ برطانیہ کا ہوا۔ مجھے پاکستان کے سفیر متعینہ برطانیہ کا فون آیا کہ صدر صاحب انگلستان تشریف لا رہے ہیں اور انہوں نے خود اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ائرپورٹ پر جہاز سے اترتے ہی جو معززین انہیں خوش آمدید کہیں ان میں امام مسجد فضل لندن کا نام بھی شامل کیا جائے۔ چنانچہ ہائی کمشنر صاحب نے خاکسار کے لئے ایمبیسی کی کار بھجوا دی۔ صدر صاحب جب جہاز سے اترے تو ایک لمبی قطار میں لوگ ان کے استقبال کے لئے جہاز کے دروازہ کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ صدر صاحب سب سے مصافحہ کرتے جب خاکسار کے پاس تشریف لائے تو مصافحہ کے ساتھ ہی مسکرا کر پوچھا امام صاحب! اس سال آپ نے کتنے عیسائیوں کو مسلمان بنایا ہے؟ پھر سفیر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے اس دورۂ انگلستان میں جتنی بھی پبلک تقاریب منعقد ہوں، ان سب میں امام صاحب کو دعوت دی جائے۔ خاکسار محترم صدر صاحب پاکستان کی اعلیٰ ظرفی، شرافت اور حسنِ اخلاق سے بے حد متاثر ہوا۔

1971ء میں خاکسار کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکریٹری کے طور پر فرائض سرانجام دوں۔ اگست 1971ء میں حضورؒ اسلام آباد تشریف لے گئے۔ وہاں ایک کوٹھی جماعت نے کرایہ پر حاصل کر

رکھی تھی۔ اسی سال ایک مولوی نے جناب ایم ایم احمد صاحب فنانس منسٹر پر قاتلانہ حملہ کیا۔ ایم ایم احمد صاحب کو کاری زخم آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی جان بچالی۔ الحمدللہ۔ اس واقعہ کی وجہ سے حضورؓ کا قیام اسلام آباد لمبا ہوتا چلا گیا۔ جس کوٹھی میں حضورؓ قیام پذیر تھے ہمیں معلوم ہوا کہ اس کے قریب ہی ایک کوٹھی میں سابق صدر محمد ایوب خان صاحب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب اور خاکسار نے حضورؓ سے درخواست کی کہ اگر حضورؓ اجازت فرماویں تو ہم دونوں اُن سے مل آئیں۔ حضورؓ نے اجازت دے دی۔ ہم نے ان کے ملٹری سیکریٹری سے وقت حاصل کرلیا اور ملاقات کے لئے چلے گئے۔ مجھے جس بات سے حیرت ہوئی وہ فیلڈ مارشل صاحب کا حافظہ تھا۔ جونہی ہم ان کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے، انہوں نے دریافت کیا: کیا آپ اب لندن میں نہیں ہوتے؟ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے حضورؓ نے پاکستان واپس بلایا ہے اور یہ کہ میں اب حضورؓ کا پرائیویٹ سیکریٹری ہوں۔ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ خصوصاً جماعت کی ترقی میں وہ خاص دلچسپی لیتے رہے۔ پھر بڑی عاجزی کے ساتھ ہم سے درخواست کی کہ ہم حضورؓ کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ نیز اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں گے۔ چنانچہ جب ہم نے حضورؓ کی خدمت میں ملاقات کی رپورٹ عرض کی اور یہ بھی بتایا کہ وہ علیل ہیں اور بہت کمزور نظر آتے ہیں تو حضورؓ نے فرمایا کہ اس صورت میں مَیں خود ان سے ملنے جاؤں گا۔ چنانچہ یہ ملاقات طے ہوگئی۔ حضورؓ سے اُن کی لمبی ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے بعد فیلڈ مارشل صاحب کار تک حضورؓ کو چھوڑنے آئے۔ کار کا دروازہ حضورؓ کے لئے کھولا اور رخصت کرتے وقت پھر دعا کے لئے کہا۔

☆ 1964ء کی بات ہے کہ کشمیری لیڈر محترم شیخ محمد عبداللہ صاحب لمبی قید سے رہائی پانے کے بعد انگلستان کے دورہ پر تشریف لائے۔ انگلستان کے پاکستانی حلقوں میں بالعموم اور کشمیری حلقوں میں بالخصوص موصوف کی تشریف آوری سے جوش وخروش پایا جاتا تھا۔ استقبالیہ کمیٹیاں تقریباً تمام بڑے شہروں میں قائم کی گئیں۔ جنہوں نے محترم شیخ صاحب کیلئے ایک بھرپور پروگرام تجویز کررکھا تھا۔

خاکسار کو بھی شیخ صاحب سے عقیدت تھی اور اس بات کا دل پر بے حد اثر تھا کہ شیخ صاحب نے انسانی بہبودی کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی اور یوں لگتا تھا کہ اپنی قوم کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ پھر اس لحاظ سے بھی خاکسار محترم شیخ صاحب کی خدمات جلیلہ سے واقف تھا کہ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی زیر ہدایت اور ان کے ساتھ مل کر اس جدوجہد کیلئے کام کیا تھا۔ تاریخ احمدیت میں وہ خطوط درج ہیں جن میں محترم شیخ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بالخصوص شکریہ ادا کیا ہے اور انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

محترم شیخ صاحب جب انگلستان تشریف لائے تو میرے دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس عظیم شخصیت سے ملاقات کی صورت نکالوں۔ میں نے متعدد جگہوں پر بذریعہ فون محترم شیخ صاحب سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی مصروفیات اس قدر تھیں کہ وہ فون پر نہ مل سکے۔ میں نے بھی کوشش نہ چھوڑی اور بالآخر محترم شیخ صاحب سے رابطہ ہوگیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں جماعت احمدیہ کی مسجد فضل، لندن کا امام ہوں اور برطانیہ میں جماعت کا مبلغ انچارج ہوں اور ان سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ محترم شیخ صاحب نے اس بات پر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا کہ میرا ان سے رابطہ ہوگیا ہے، فرمانے لگے: میری خود یہ شدید خواہش تھی کہ انگلستان میں جماعت احمدیہ سے رابطہ قائم کروں اور فرمایا کہ میرا پروگرام منتظمین نے کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ کوئی خالی وقت نہیں رکھا۔ دعوتوں، تقاریر اور ملاقاتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا۔

انہوں نے باہمی ملاقات وگفتگو کی ایک صورت یہ بتائی کہ چند دن بعد ان کی لندن کے ایک ہال میں تقریر ہونے والی ہے اگر میں ان کی تقریر سے آدھا گھنٹہ قبل ہال کے اسٹیج کی طرف آجاؤں تو اسٹیج پر ملاقات ہوسکے گی۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ میں اس دن قبل از وقت اسٹیج کے دروازہ پر پہنچ جاؤں گا اور اسٹیج پر پس پردہ ملاقات ہوجائے گی۔

مقررہ دن اور وقت پر میں پہنچ گیا۔ اسٹیج کے دروازہ پر محترم شیخ صاحب نے دو نوجوانوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ جیسے ہی میں پہنچوں مجھے ان کے پاس لے جایا جائے۔ میرے ساتھ محترم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم بھی تھے۔ اسٹیج پر کرسیاں موجود تھیں۔ محترم شیخ صاحب کے ہمراہ ان کے قریبی ساتھی مرزا افضل بیگ صاحب اور انگلستان کے سرکردہ کشمیری احباب بھی تھے۔ ہم کوئی دس بارہ افراد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ محترم شیخ صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی صحت و عافیت کے بارے میں دریافت فرمایا۔ میں نے ان کو بتایا کہ ان کی صحت بہت خراب رہتی ہے اور بعض اوقات تشویش کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔ محترم شیخ صاحب کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ انہوں نے جیب سے رومال نکال کر کچھ دیر آنکھوں پر رکھا اور پھر کہا کہ آپ انہیں خط تو لکھتے ہوں گے۔ میں نے کہا ہر ہفتہ لکھتا ہوں۔ پھر کہا، جب بھی خط لکھیں تو میرا سلام لکھیں اور پیغام دیں کہ دس بارہ سال خاکسار پابند سلاسل رہا اس لئے آپ کو خط نہ لکھ سکا لیکن آپ کی یاد ایک لحہ کیلئے بھی میرے دل سے محو نہ ہوسکی اور آپ کیلئے دعاؤں میں کمی نہیں آئی۔ اور پھر مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ مجھ پر حضرت مرزا صاحب کے کس قدر احسانات ہیں۔ انہوں نے بالکل اپنے بچوں کی طرح میری تربیت کی ہے اور ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی نہ ہوتی تو میں آج وہ نہ ہوتا، جو ہوں۔ پھر حضورؓ کی خدمات کا تذکرہ شروع کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ جماعت احرار بھی خدمت کے بہانے میدان میں آئی تھی تو ہمیں بڑی خوشی ہوئی لیکن یہ خوشی جلد ہی زائل ہوگی جب علم ہوا کہ وہ اپنی مفاد پرستی کو اہمیت دیتے ہیں۔

غرضیکہ کافی دیر اس موضوع پر بات ہوتی رہی۔ شیخ صاحب نے مولانا درد صاحب کی بابت دریافت کیا تو میں نے بتایا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ پھر انہوں نے محترم حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی خیریت دریافت کی تو میں نے بتایا کہ وہ بھی اس دارفانی سے رحلت فرما چکے ہیں۔ محترم شیخ صاحب آبدیدہ ہوگئے اور کچھ دیر ان دوحضرات کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ فرماتے رہے۔

آخر میں شیخ صاحب نے کہا کہ حضرت صاحبؓ کی خدمت میں ان کا سلام پہنچانے کے علاوہ ان کے لئے دعا کی درخواست بھی کی جائے۔

تقریر کا وقت ہو چکا تھا اور ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج سے لرز رہا تھا۔ میں اٹھ کر ہال میں جانے لگا تو محترم شیخ صاحب نے

باصرار فرمایا کہ میں ان کی تقریر کی دوران اسٹیج پر ہی بیٹھا رہوں۔ چنانچہ میں نے اسٹیج پر بیٹھ کر ان کی تقریر سنی۔ محترم شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کے علاوہ تقریر کا ملکہ بھی عطا کیا تھا جس نے سامعین میں ایک جوش بھر دیا تھا۔

میں ان کی تقریر، ان کی شخصیت، عاجزی اور فروتنی سے بے حد متاثر ہو کر واپس آیا۔ بالخصوص اس بات نے مجھے بے حد متاثر کیا کہ اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں انہیں خوف نہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کے امام کو خراج تحسین پیش کرنے سے بعض کے ماتھے پر شکن پڑ سکتی ہے۔ ابھی حال ہی میں جب شیخ صاحب کی کتاب ''آتش چنار'' پڑھنے کا موقع ملا تو پڑھ کر حیرت ہوئی کہ شیخ صاحب نے صرف اس واسطے جماعت سے قطع تعلق کیا کہ جماعت کشمیر میں تبلیغ کر رہی تھی۔ اگر واقعی ان کے یہ خیالات تھے تو خاکسار سے گفتگو کے دوران وہ جماعت اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ کی تعریف میں کیوں رطب اللسان تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب میں یہ چند فقرات کسی اَور کی طرف سے بڑھائے گئے تھے۔ یہ شیخ صاحب مرحوم کے خیالات ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ان کی وفات تک جماعت احمدیہ کے افراد اُن سے ملتے رہے اور کسی ایک نے بھی یہ تأثر نہیں لیا کہ خدانخواستہ انہیں جماعت کی کارکردگی پر کوئی اعتراض تھا۔

☆ غالباً 1953ء کی بات ہے میں اپنے گاؤں سے ایبٹ آباد جانے کیلئے نوشہرہ سے بس میں سوار ہوا۔ میرے پاس اپر کلاس کا ٹکٹ تھا۔ بس کے روانہ ہونے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے قریبی بک سٹال سے اخبارات اور چند رسائل خریدے اور اپنی سیٹ پر بیٹھ کر مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بس کا ڈرائیور اور کنڈکٹر ہانپتے ہوئے میرے پاس آئے اور مجھے اپر کلاس کی سیٹ خالی کرنے کیلئے کہا۔ میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس ٹکٹ موجود ہے۔ میں کیوں بس کے پچھلے حصے میں جا کر بیٹھوں! یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک بزرگ انسان اپنے باڈی گارڈوں کے حلقہ میں آئے اور ڈرائیور سے کہا کہ جب ان کے پاس اپر کلاس کا ٹکٹ ہے تو ان کو حق ہے کہ اپر کلاس میں بیٹھیں۔ یہ بزرگ خود تو میرے ساتھ والی سیٹ پر تشریف فرما ہو گئے اور ان کے محافظین بس کے پچھلے حصہ میں سوار ہو گئے۔ یہ تھے جناب پیر امین حسنات آف مانکی شریف۔ مَیں نے ان کا نام تو بہت سنا ہوا تھا لیکن ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ تحریک پاکستان کے زمانہ میں میں نے پاکستان کے حق میں ان کی تقریریں بھی سنی ہوئی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو محفوظ بنیادوں پر قائم کرنے اور کانگریسی حکومت کو شکست دینے میں آپ کا بہت بڑا کردار تھا اور آپ جناب قائداعظم کے بہادر سپاہیوں میں سے تھے۔

خیر آپ تشریف فرما ہوئے تو مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے اپنا نام بتایا اور عرض کیا کہ میں محبّ بانڈہ کا باشندہ ہوں۔ پیر صاحب فرمانے لگے کہ محبّ بانڈہ کے تو خان نشین جان خان بھی ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ میرے چچا ہیں۔ پیر صاحب یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ نشین جان خان تو میرے سیاسی استاد ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا میں جناب دانشمند خان صاحب کا بیٹا ہوں۔ پیر صاحب فرمانے لگے میں انہیں جانتا ہوں، وہ تو احمدی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں۔ پیر صاحب فرمانے لگے: آپ لوگ خوش قسمت ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا لیڈر عطا کیا ہے جس کا ثانی سارے ہندوستان میں اور کوئی نہیں۔ پھر فرمایا: میری مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ہے۔ میں جناب پیر صاحب کی یہ بات سن کر حیران ہوا۔ میں نے عرض کیا آپ انہیں کیسے جانتے ہیں! کیا آپ کبھی انہیں ملے ہیں؟

پیر صاحب نے فرمایا: یوں تو میں ان کے کارناموں سے خوب واقف ہوں اور پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں ان کی جدوجہد سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ لیکن جب میری ان سے دو مواقع پر ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں قریب سے دیکھا اور میں ان کی قابلیت، تبحر علمی اور غیر معمولی ذہانت سے بے حد متاثر ہوا۔

پیر صاحب نے ان ملاقاتوں کے بارے میں فرمایا: میں کراچی کسی کام کے لئے گیا تھا۔ وہاں میرے پاس آپ کی جماعت کے کچھ دوست آئے اور مجھے بتایا کہ ان کی جماعت کے خلیفہ بھی کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جماعت نے ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میں بھی اس پارٹی میں شرکت کروں۔ میں نے یہ سوچ کر کہ اس بہانے احمدیوں کے سربراہ سے ملاقات بھی ہو جائے گی، اُن کی دعوت قبول کر لی۔ تاریخ مقررہ پر میں کراچی کی ایک وسیع کوٹھی میں لے جایا گیا، جہاں بہت سے احمدی حضرات جمع تھے۔ سامنے برآمدہ میں ایک کرسی پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف فرما تھے۔ مجھے اُن کے پاس لے جایا گیا۔ جناب مرزا صاحب مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور چند قدم آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور اپنی ساتھ والی کرسی پر بٹھایا اور اُن کی دعوت قبول کرنے پر میرا شکریہ ادا کیا۔ دورانِ گفتگو مرزا صاحب نے میرے خاندان کے بارہ میں گفتگو شروع کی اور میرے دادا اور والد اور میرے دوسرے بزرگوں کے بارہ میں بتانا شروع کیا۔ میں سخت حیران ہوا کہ انہیں میرے خاندان کے بارہ میں اتنی معلومات کہاں سے ملیں! انہوں نے بعض ایسی باتیں بھی میرے خاندان کے متعلق مجھے بتائیں جن کا خود مجھے بھی علم نہیں تھا۔ میں حیران تھا کہ ان کو میرے خاندان کے بارہ میں اتنی معلومات کیسے مل گئیں؟ میں نے دریافت کیا کہ آپ کو ہمارے خاندان کے متعلق اتنی معلومات کہاں سے ملیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کے خاندان کی بالخصوص کوئی تحقیق تو نہیں کی۔ البتہ کثرتِ مطالعہ کے نتیجہ میں مجھے اکثر مشہور خاندانوں، بالخصوص مذہبی گھرانوں کے بارہ میں معلومات مل جاتی ہیں۔ پھر گفتگو کا رُخ صوبہ سرحد کی سیاست کی طرف پھر گیا تو صوبہ سرحد کی تاریخ، سیاست اور پٹھانوں کے رسوم و رواج پر ایسا سیر حاصل تبصرہ کیا کہ میں دنگ رہ گیا۔ پٹھان ہوتے ہوئے مجھے خود بھی ان باتوں کا علم نہ تھا۔ انہوں نے قائداعظم سے نیز دیگر مشہور انڈین لیڈروں گاندھی جی، پنڈت نہرو جی وغیرہ سے اپنے تعلقات کا بھی تفصیلی ذکر کیا۔ میں اس ملاقات سے بے حد متاثر ہوا اور میرے دل میں ان کے لئے ادب واحترام اور محبت کے جذبات پیدا ہوئے۔

جناب پیر صاحب نے مزید فرمایا: میری دوبارہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ملاقات لاہور میں ہوئی، جہاں ان کی تقریر بھی تھی۔ میں نے ان کی باتیں سنیں اور اس یقین پر قائم ہوا کہ ہندوستان میں ان سے بڑا کوئی لیڈر نہیں ہے جو سیاسی معاملات میں بھی اتنی مہارت رکھتا ہو جتنی دینی امور میں۔

جناب پیر صاحب سے بعد میں بھی میری ایک ملاقات ہوئی اور انہیں جماعت کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔

اصحابِ احمد رضوان اللہ علیہم کا جذبۂ دعوت و تبلیغ 3

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی تبلیغی مساعی، قربانیوں اور میدانِ تبلیغ میں فتح و نصرت الٰہی کے ایمان افروز واقعات

(مرتّبہ: میر انجم پرویز۔ مربی سلسلہ)

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ اسٹیشن ماسٹر ایک دفعہ رخصت لے کر بعض احمدیوں کے ہمراہ تبلیغ کے لیے علاقہ بیٹ میں گئے۔ ایک پٹواری کی شرانگیزی سے مخالفین نے آپ کو زدوکوب کیا، لیکن آپ نے صبر سے کام لیا اور معینہ مدت پوری کر کے لَوٹے۔ پھر اس پٹواری کی تعیناتی آپ کے سسرال کے علاقہ میں ہوئی تو وہاں کے احمدی زمینداروں نے پٹواری سے انتقام لینے کا ارادہ کیا، لیکن بابو صاحب نے نہ صرف اجازت نہ دی، بلکہ سختی سے انہیں منع کر دیا اور فرمایا یہ اس کی نادانی تھی۔ مَیں نے اُسے معاف کر دیا ہے۔ اِس کا اُس پر بہت اثر ہوا اور وہ سخت نادم ہوا۔ (اصحابِ احمد جلد 3)

ایک شوخ و گستاخ پر دست بدست مؤاخذۂ الٰہی

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ ''1907ء میں یہ واقعہ ہوا۔ خاکسار عام طور پر عشاء کے بعد اپنے مکان کے آگے محلّہ والوں کو تبلیغ کیا کرتا تھا اور ایک مجلس لگ جایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک ہندو جو پرلے درجے کا فتنہ پرداز تھا۔ اس نے ایک ایسی بات کہی جس کے جواب میں مجھے مسیح موعودؑ کی صداقت کی مثال کسی نبی کی مثال سے دینی پڑی۔ اس پر اس شخص نے مجلس کے مسلمانوں کو اشارہ کیا اور اس میں سے ایک ملّاح نے، جو وہاں جموں کے ایک گھاٹ کا ٹھیکیدار تھا اور بڑا زبان دراز تھا، یہ کہنا شروع کر دیا کہ مرزا کی مثال نبیوں سے دیتا ہے اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو اور مجھے سخت گندی گالیاں دینی شروع کر دیں اور مجھے گلے سے پکڑ لیا اور اس کشمکش میں میرا تہبند بھی کھل گیا۔ اگرچہ رات کے اندھیرے کی وجہ سے ستر پوشی قائم رہی۔ اس وقت مجھے اپنی کسی رسوائی اور تکلیف کی تو حِس نہ تھی، مگر حضورؑ کی شان میں اس کی بدزبانی سے سخت درجہ دکھ ہوا اور اکثر حصّہ رات کا بے چینی میں گزرا۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ رات کو یک دم بارش ہوئی اور زور کی بارش ہوئی اور اگلی صبح کے اوّل وقت اس ملّاح کے دروازے کے سامنے تھانیدار اور سپاہی کھڑے ہوئے سخت گندی گالیاں دے رہے تھے اور اس کو گھر سے نکلنے کے لیے بلا رہے تھے۔ جب وہ نکلا تو اس کو ہتھکڑی لگا کر تھانے میں لے گئے۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ ریاست کے تھانیدار گورنمنٹ انگلشیہ کے تھانیدار کی طرح نہیں ہوتے۔ اس وقت کے رواج کے مطابق وہ جابر، سخت گیر اور بے باک ہوا کرتے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر فحش کلامی کی ہوگی۔

واقعہ یوں ہوا کہ ٹھیکیدار پابند ہوتے ہیں کہ رات کے وقت دریا سے کسی کو کشتی پر عبور نہ کرائیں، لیکن عام طور پر اس حکم کی خلاف ورزی ٹھیکیدار اپنے مفاد کے لیے کرتے رہتے ہیں اور اس پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی، کیونکہ رات کے وقت چوری چوری یہ کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس رات نواحی علاقے کے چند گوجر اس کے ٹھیکہ کے گھاٹ سے اس کے نوکروں کی معرفت دریا عبور کر رہے تھے کہ بارش کی وجہ سے پہاڑی علاقوں کی طرز پر دریا توی میں یک دم طوفان آ گیا اور وہ کشتی قابو سے نکل کر غرق ہو گئی اور جیسا کہ سنا گیا دو گوجر عورتیں غرق ہو گئیں۔ اس جرم کی پاداش میں وہ ٹھیکیدار پکڑا گیا اور اس نے اپنی شوخی اور گستاخی کا دست بدست مزہ چکھ لیا۔ (اصحاب احمد جلد 6)

تبلیغی مناظرہ میں حکمت سے کام لینا

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی تقریر بہت علمی اور منطقی ہوتی تھی، جس سے مخالف مشکل میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ تبلیغِ احمدیت کے علاوہ کئی مناظروں اور مباحثوں میں آپ نے احمدیت کی صداقت کو بدلائل ثابت کر کے لوگوں پر اتمام حجت کیا۔ ابھی میر صاحب کی عمر 28 سال تھی کہ ہندوستان کے ایک مشہور پادری جوالا سنگھ سے، جو اپنی تقاریر کی وجہ سے بہت مشہور تھا، مناظرہ قرار پایا اور خدا تعالیٰ نے میر صاحب کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ جلسوں اور مناظروں میں اپنے طلبہ کو ساتھ لے جاتے تا کہ ان کی تربیت ہوتی رہے۔ ایک مناظرے میں ہندو مقرر نے اپنی تقریر ہندی اور سنسکرت زبان میں کی جس سے کوئی احمدی واقف نہیں تھا۔ سب پریشان تھے کہ اس کا کیا جواب دیں گے، لیکن میر صاحب اطمینان سے بیٹھے رہے۔ جب میر صاحب کی باری آئی تو آپ نے عربی میں تقریر شروع کر دی۔ مخالفین نے اعتراض کیا کہ ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں بھی سنسکرت کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ چنانچہ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ تقریر اردو میں ہوگی۔ اگر پہلے ہی احمدی کہہ دیتے کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تو شاید وہ فتح کے نقارے بجاتے لیکن حضرت میر صاحب کی حکمت سے وہ مجبور ہو گئے کہ اردو میں گفتگو کریں تا کہ سب لوگ بات کو سمجھ سکیں۔

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ تالیف میر قمر سلیمان احمد صاحب)

مرزا صاحب کے مریدوں سے شیطان بھاگتا ہے

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھریؓ (سابق مہر سنگھ) طالب علمی میں بازاروں میں تبلیغ کرتے تھے، اساتذہ کے سوالات کے جواب بھی دیتے تھے۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں:

''یہ عاجز بھیرہ ضلع شاہ پور میں تعلیم پاتا تھا اور ہمارے استاد ایک عیسائی صاحب تھے۔ وہ اکثر لڑکوں کو کسی نہ کسی پیرایہ میں مذہبی تعلیم بھی دیتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ مسلمان ہمیشہ تا دمِ مرگ خدا سے یہی دعا مانگتے رہتے ہیں کہ یا الٰہی! سلامتی ایمان اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں کامل ایمان نصیب نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے خاتمہ بالخیر کے بارے میں

انھیں دھڑ کا لگا رہتا ہے، مگر ہم لوگوں کو ایسے خطرات بالکل نہیں ہوتے کیونکہ ہم تو کفارۂ مسیح پر ایمان لے آتے ہیں اس لیے کوئی خدشہ اور خوف در بارہ خاتمہ بالخیر ہمارے دل میں نہیں رہتا۔ اس اعتراض کے جواب میں سب لڑکے لاجواب ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہی اس کا جواب دو کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے مریدوں سے شیطان بھاگتا ہے۔ آخر کار خدا کے محض فضل سے میرے دل میں یہ جواب آیا کہ صاحب! ' کیا آپ کو اپنے ایمان کے کامل ہونے کا یقین ہے؟' انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا: انجیل مصنفہ لوقا میں لکھا ہے کہ مسیح اپنے شاگردوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اگر تم میں ایک رتی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم اگر اس توت کے درخت کو حکم دو کہ دریا میں چلا جاوے تو وہ تمہاری مانے گا اور انجیل مؤلفہ متی میں لکھا ہے کہ اگر تم میں رتی کے برابر ایمان ہوگا تو تمہارے اشارہ سے پہاڑ حرکت کریں گے اور زہر کے پیالے تم پی لو تو زہر تم پر اثر نہ کرے گی اور اگر سانپ تمھیں ڈسیں تو تمھیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ پس جس صورت میں ایک ادنیٰ عیسائی کے ایماندار ہونے کی یہ علامتیں ہیں... پھر آپ جیسے کامل ایماندار تو ضرور اس سامنے کے درخت کو اُکھاڑ کر پھینک دیں گے یا کوئی اور قابلِ قدر کرامت دکھا کر ہمیں اپنے ایماندار ہونے کا ثبوت دیں گے۔ اس جواب پر وہ نہایت شرمندہ ہو گئے۔ آخر جب بار بار لڑکوں نے انہیں مجبور کیا کہ آپ ضرور جواب دیں تو انہوں نے نہایت دبی زبان سے کہا کہ ہم ایمان کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ابھی آپ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں کامل ایمان حاصل ہو گیا ہے اور کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔ اب ایک رتی بھر ایمان کے لیے کوشش کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر سفید ریش ہونے تک بھی کوشش کرنے سے آپ کو رتی بھر ایمان نصیب نہ ہوا تو اب کہاں امید ہو سکتی ہے کہ کامل ایمان حاصل ہو جاوے... اور میں نے کہا صاحب جی! ہم لوگوں کے ایماندار ہونے کی علامت یہ ہے کہ پنج ارکان اسلام کا پابند ہونا اور شرک اور فسق و فجور سے بکلّی متنفر اور کنارہ کش ہونا اور شفقت علی خلق اللہ و تعظیم لامر اللہ کا مصداق ہونا چاہیے۔ سو ایسے اسلام میں ہزاروں ہیں اور وہ مزید ترقی اور شیطانی دستبرد سے محفوظ رہنے کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں مگر آپ لوگوں میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ رتی بھر ایمان رکھتا ہو، گویا سارے بے ایمان ہیں۔'' (اصحاب احمد جلد 7)

بلائے تثلیث کا درماں صرف قادیان دارالامان

مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ (سابق امیر جماعت راولپنڈی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1905ء کے اپریل کے آخر یا مئی کے ابتدائی نصف میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا (سید محمد سرور شاہ صاحب) کو مشن ہائی سکول گوجرانوالہ کے ہال میں دیکھا۔ اس سال عیسائی پادریوں کے ایک گروہ نے، جن کا سرخیل پادری جوالا سنگھ لکھنوی تھا، گوجرانوالہ کے مسلمانوں پر ایک منظم تبلیغی حملہ کیا تھا۔ پادری مذکور بڑا چرب زبان اور بڑا پُرفنون و پُرحیل مناظر تھا۔ علومِ منطق و فلسفہ سے آگاہ تھا، لیکن جتنا جانتا تھا اس سے کہیں زیادہ اس کا اظہار کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ناواقف یہی سمجھنے لگ جاتے کہ شاید وہ وحیدِ عصر و یگانہ روزگار ہے۔ اس کا حوصلہ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اصطلاحاتِ منطق و فلسفہ میں تثلیث و کفارہ جیسے بعید از عقل مسائل کو اس طرح لپیٹ کر بیان کرتا کہ لوگ اس باطل کو بھی وقتی طور پر حق سمجھنے میں مبتلا ہونے لگتے۔ مسلمانانِ گوجرانوالہ کو احساس ہوا کہ اس بلا کا درماں صرف قادیان دارالامان میں ہے، اس لیے وہ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے امیر حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ قادیان سے مبلغین منگوا دیں۔ شہر میں ایک ہنگامہ برپا تھا کہ قادیان سے مبلغین کا ایک وفد زیرِ امارت حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ پہنچا، جس کے دیگر ممبران حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اور حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ پلیڈر مشیر قانونی تھے۔

جب پادری مذکور نے اپنی تقریر ختم کی اور اپنے منطق و فلسفہ کی ساری نمائش کر چکا تو حضرت مولانا مرحوم کی باری آئی۔ پادری مذکور کو علم نہ تھا کہ حضرت مولانا اس علم کے صرف فاضل ہی نہ تھے بلکہ فاضل گر تھے اور اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ مولوی فاضل کلاس کو آپ یہ مضمون پڑھاتے رہے تھے۔ آپ کے اس علم کی فضیلت کے اس زمانہ کے بڑے سے بڑے دعویدار حتیٰ کہ مولوی عبداللہ ٹونکی جیسے لوگ بھی قائل تھے۔ مولانا نے پادری مذکور کے دجل کا جامہ کچھ اس طرح پارہ پارہ کیا اور اس کی علوم منطق و فلسفہ سے جہالت کو اتنا واضح کیا کہ سامعین حیران ہو گئے۔ حضرت نے بتایا کہ پادری مذکور صرف اصطلاحات ازبر کیے ہوئے ہے، ان کے معنی اور تعریفات کو بھی نہیں جانتا۔ آپ کے اندازِ بیان میں وقار اور سادگی تھی۔ میں اس وقت ابھی پندرہ سال کے قریب عمر کا تھا۔ بڑے علمی دقائق کو نہ سمجھ سکتا تھا لیکن یہ صاف پتا لگ رہا تھا کہ پادری کا دل اس علمی پردہ دری پر گھٹ رہا تھا۔

ابھی اس ضرب سے پادری کو ہوش نہ آیا تھا کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اس کی، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، 28 یا 25 عربی الفاظ کی غلطیاں سٹیج پر کھڑے ہو کر سنا دیں۔ اب تو اسے سر چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی اور پسینے پر پسینے آتے تھے لیکن ابھی ایک فولاد باز جوان عمر کی ضربِ کلیمی باقی تھی۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ابھی اپنے عنفوانِ شباب میں تھے۔ آپ کا نہایت خوبصورت و متبسم چہرہ اور اس سے بھی زیادہ خوبصورت دلآویز کلام دلوں میں گھر کرتا جا رہا تھا۔ آپ نے تثلیث و کفارہ کے تار و پود کو اپنے مخصوص اور نہایت دلنشین انداز میں اس طرح بکھیرا اور اپنے دلائل کو اس طرح شمار کیا کہ لوگ نئے علوم سے اپنی جھولیاں بھر کر گھروں کو لوٹے۔ کوئی دل نہ تھا جو جذباتِ شکر و امتنان سے لبریز نہ تھا۔ (اصحاب احمد جلد 5)

ہم مرزائیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کی مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک شاگرد یا مرید کے ساتھ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات و حیات کے متعلق گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب کا مرید حیاتِ مسیحؑ ثابت کرنے میں تو ناکام رہا، مگر گفتگو اس پر آٹھہری کہ اتنی لمبی عمر کسی انسان کی پہلے ہوئی ہے اور اب ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ اس میں بھی وہ لاجواب رہا۔ آخر کار اس نے ایک خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھا۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ مسیح علیہ السلام کو تو دو ہزار برس ہی ہوئے اس سے زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شیطان اب تک زندہ چلا آتا ہے۔ کتنے ہزار برس ہوئے؟ اس کے جواب میں منشی

ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ ذکر تو انسانوں کی عمر کا تھا نہ کہ شیطان کا۔ کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام شیطانوں میں سے تھے جو شیطان کی عمر کی مثال دی؟ اور یہ بھی ایک دعویٰ ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں سمجھتے۔ دعویٰ اور چیز ہے اور دلیل اور چیز۔ اس پر کیا دلیل ہے کہ وہی شیطان آدم والا اب تک زندہ ہے اور اس کی اتنی لمبی عمر ہے؟ منشی صاحب موصوف کے اس جواب کو سن کر پھر ایک خط مولوی صاحب کو ان کے مرید نے لکھا۔ مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ تمہارا مقابل مرزائی ہے۔ اس سے کہہ دو کہ ہم مرزائیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے اور تم بھی مت ملو۔ (اصحاب احمد جلد 4)

مولوی کی دروغ گوئی کا پردہ چاک

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ اسٹیشن ماسٹر امرتسر میں تعیناتی کے سات سالہ عرصہ میں سیکرٹری تبلیغ اور تعلیم وتربیت تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری سے میرا متعدد بار مقابلہ ہوا۔ ایک مجمع میں مولوی صاحب مذکور نے فخریہ انداز میں اپنی ایک مزعومہ فتح کا ذکر کیا اور کہا کہ میری زندگی میں مرزا مر گیا۔ مَیں نے مولوی صاحب کو ان کا اپریل 1907ء کا پرچہ اہلِ حدیث یاد دلایا، جس میں مولوی صاحب نے نہایت تحدّی سے شائع کیا تھا کہ مرزا صاحبؑ کی شرط ہمیں منظور نہیں۔ قرآن مجید کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافرمانوں کو مہلت ملتی ہے۔ مَیں تو زندہ رہ کر معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ (اصحاب احمد جلد 3)

تبلیغ احمدیت کی برکت اور کرامت کا ظہور

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اپنی خودنوشت ''حیاتِ قدسی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''فیضانِ ایزدی نے... تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی میں منہ سے نکالتا تھا اور مریضوں اور حاجت مندوں کے لیے دعا کرتا تھا مولیٰ کریم اسی وقت میری معروضات کو شرفِ قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا تھا۔''

آپ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ سید عادل شاہ صاحبؓ نے، جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور بڑے مخلص احمدی تھے، یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے گاؤں موضع کھنانوالی میں ایک تبلیغی جلسہ کیا جائے جس میں گردونواح کے احمدی احباب اکٹھے ہوں... چنانچہ انہوں نے جلسہ کی تاریخ مقرر کی اور ہم سب احمدی کھنانوالی پہنچ گئے۔ دوران جلسہ میری تقریر بھی ہوئی۔... ہم نے چونکہ ان تقریروں میں (صداقت احمدیت کی دلیل کے طور پر) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور بعض نشانوں کا بھی ذکر کیا تھا اس لیے جلسہ کے برخواست ہونے کے بعد جب ہم سب دوست نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے گاؤں کے دو ماچھی بھی آگئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کے آنے کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر نور اور ایمان اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔ میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تمہاری اس سے کیا مراد ہے؟ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ میرا بھائی ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کراتے اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو اعتراض بھی تھا۔ اب ہم پر کیا اعتراض ہے؟ اس نے کہا تو پھر آپ ہی کچھ احمدیت کا اثر دکھائیں تاکہ ہم بھی دیکھ لیں کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض؟ چنانچہ اس نے اپنے بھائی کو، جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا، میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ اس مریض کا میرے سامنے آنا تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو۔ یہ بات میں نے ایک الہامی تحریک سے کہی تھی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کے لیے کہا۔ جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی۔ اس کرامت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئے اور وہ دونوں بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان واقعی نرالے ہیں۔ (حیاتِ قدسی حصہ دوم ص 109-110)

سچائی کی ایک دلیل

حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بعض غیر احمدی دوستوں نے کہا۔ تم ہمیشہ ہمیں تبلیغ کرتے رہتے ہو۔ فلاں جگہ مولوی ثناءاللہ صاحب آئے ہوئے ہیں۔ تم بھی چلو اور ان کی باتوں کا جواب دو۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ دورانِ ملازمت میں ہی انہیں پڑھنے لکھنے کی جو مشق ہوئی وہی انہیں حاصل تھی۔ وہ کہنے لگے جب ان دوستوں نے اصرار کیا تو میں نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ وہ انہیں جلسہ میں لے گئے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف تقریر کی اور اپنی طرف سے خوب دلائل دیے۔ جب تقریر کر کے وہ بیٹھ گئے تو منشی اروڑے خان صاحب سے ان کے دوست کہنے لگے کہ بتائیں ان دلائل کا کیا جواب ہے۔ منشی اروڑے خان صاحب فرماتے تھے۔ میں نے ان سے کہا یہ مولوی ہیں اور میں ان پڑھ آدمی ہوں۔ ان کی دلیلوں کا جواب تو کوئی مولوی ہی دے گا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہوئی ہے وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ (اصحاب احمد جلد 4)

مباحثہ اور تائیدی نشان

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے بارہ میں روایت ہے کہ:

بمقام مُدھ رانجھا حضرت خلیفۃ اوّل کے عہد مبارک میں مولوی شیر عالم صاحب کے ساتھ تحریری مباحثہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا راجیکیؓ کے دل میں القاء کیا اور آپ نے پرچہ پڑھنے سے پہلے یہ دعا کی کہ اے خدا تعالیٰ! اگر میرا پرچہ تیری رضا کے مطابق ہے تو سنانے، سمجھانے کی توفیق دے اور حاضرین کو سننے اور سمجھنے کی اور قبول کرنے کی، ورنہ نہ مجھے سنانے کی اور نہ حاضرین کو سننے کی توفیق ملے۔ چنانچہ آپ نے چار گھنٹے صرف کر کے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفاتِ حضرت مسیح ناصریؑ پر اپنا پرچہ مع زبانی تشریح کے سنایا اور غیر احمدیوں نے خوب شوق سے سنا۔ غیر احمدی مولوی

باقی صفحہ 24 پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 37ویں سالانہ اجتماع 2019ء کا بابرکت انعقاد

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مقام اجتماع سے خطبہ جمعہ نیز اختتامی خطاب، علمائے سلسلہ کی تربیتی تقاریر، معلوماتی پریزنٹیشنز، علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد اور معلوماتی و تبلیغی نمائشوں کا اہتمام۔ 3107/انصار سمیت کُل 4622/افراد کی شمولیت۔

(محمود احمد ملک۔ ناظم اردو رپورٹنگ سالانہ اجتماع)

ہر سال جب بھی مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے انعقاد کا اعلان ہوتا ہے اور یہ بابرکت ایام قریب آنے لگتے ہیں تو برطانیہ بھر کے انصار کی منتظر نگاہیں اور زبانیں یہی سوال کرتی ہیں کہ کیا پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے غلاموں کے اس پروگرام میں رونق افروز ہوں گے!؟۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ احباب اپنے محبوب امام کی زیارت سے فیضیاب ہونے اور پیارے آقا کی زبان مبارک سے پاکیزہ کلمات سننے کے لئے جس پُرخلوص محبت، اشتیاق اور ولولے کا اظہار کرتے ہیں اس کی مثال دنیا بھر میں کسی بھی دوسری جماعت میں ملنا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ برطانیہ کا 37واں سالانہ اجتماع جو بتاریخ 15-14-13/ستمبر 2019ء کو منعقد ہوا، کئی پہلوؤں سے منفرد اور بابرکت تھا۔

اجتماع کا پہلا دن۔ 13/ستمبر 2019ء

امسال کے منفرد اجتماع کا افتتاح

برطانیہ کے انصار کی خوش قسمتی ہے کہ امسال اجتماع کا باقاعدہ افتتاح پیارے آقا سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے ہوا جو حضورانور نے ازراہ شفقت مقام اجتماع (Kingsley Country Market, Hampshire) میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ حسب معمول مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر براہ راست پیش کیا گیا۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس غیرمعمولی شفقت کے نتیجہ میں بڑی تعداد میں احباب و خواتین مقام اجتماع میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ سننے کے بعد حضورانور کی اقتدا میں جمعہ و عصر کی نمازیں ادا کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

نیز اجتماع کے تیسرے روز اختتامی اجلاس کی صدارت بھی حضورانور ایدہ اللہ نے فرمائی اور انصار کو نہایت پُرحکمت خطاب سے نوازا۔ بلاشبہ حضورانور کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود اپنے غلاموں کے لئے انتہائی شفقت و محبت کا اظہار فرمایا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورانور کی نصائح پر عمل کرنے اور حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نمازِ جمعہ و عصر کی ادائیگی کے معاً بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع گاہ کے مرکزی دروازے کے سامنے نصب کیا جانے والا لوائے انصاراللہ لہرایا۔ جبکہ مکرم ڈاکٹر چودھری اعجازالرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا۔

اس کے بعد سیّدنا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطبہ جمعہ میں بھی بدری صحابہ رضوان اللہ علیہم کے تذکرہ کو جاری رکھتے ہوئے دو جلیل القدر صحابہ کے حالات و واقعات بیان فرمائے۔ تاہم اپنے خطبہ جمعہ کا آغاز مجلس انصاراللہ برطانیہ کے نام اس پیغام سے فرمایا:

"بدری صحابہ کے بیان کا جو میں نے سلسلہ شروع کیا ہوا ہے وہی آج بھی بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے انصاراللہ کو اجتماع کے حوالے سے یہ بھی بتا دوں کہ وہ صحابہ جن میں انصار بھی تھے اور مہاجر بھی تھے انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں اور عجیب نمونے دکھائے، نہ صرف قربانیوں کے بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے اور اخلاص و وفا کے۔ آپ میں سے اکثر یہاں جو اس وقت موجود ہیں، وہ جو انصاراللہ کی عمر کے ہیں وہ انصار بھی ہیں اور مہاجر بھی ہیں، اس لحاظ سے اپنے جائزے لیتے رہیں کہ ہمارے سامنے جو نمونے پیش کئے گئے تھے ان پر ہم کس حد تک چلنے والے اور عمل کرنے والے ہیں۔"

افتتاحی اجلاس

اجتماع کا افتتاحی اجلاس مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیرصدارت ساڑھے تین بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ مکرم معید حامد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مکرم ضیاءالرحمٰن صاحب نے آیاتِ کریمہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ مکرم ڈاکٹر چودھری عبدالرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی اقتدا میں انصار نے کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرایا۔ مکرم مجاہد جاوید صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے مختلف پروگراموں اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے آغاز کے حوالہ سے برکاتِ خلافت کے مضمون کو اپنے مشاہدات کی روشنی میں بیان کیا۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی۔

پہلا اجلاس

اجتماع کا اجلاسِ اوّل ساڑھے چار بجے شام مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم Toban Emphram صاحب نے کی اور آیاتِ کریمہ کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ اجلاس کی پہلی تقریر انگریزی زبان میں تھی جو مکرم Tommy Kallon صاحب (صدر پین

افریقن ایسوسی ایشن یوکے) نے کی۔ آپ نے ابتلاؤں کے ادوار میں خلافت احمدیہ کی برکت سے مومنوں کے اتحاد کے قائم رہنے سے متعلق تاریخ سے متعدد حوالے پیش کئے۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر اردو زبان میں تھی جو مکرم مولانا وسیم احمد فضل صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ یوکے) نے ذکر حبیب کے موضوع پر کی اور اصحابِ احمد کی روایات کی روشنی میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ کردار اور شفقت علی خلق اللہ کے مختلف پہلو بیان کئے۔

اس کے بعد مارکی میں پیغام رسانی اور تعلیم کوئز کے مقابلے منعقد ہوئے۔

نمازوں کی ادائیگی اور رات کے کھانے کے بعد مرکزی مارکی میں ایک دلچسپ پروگرام کا انتظام کیا گیا تھا جس میں پہلے مسلم نوبل انعام یافتہ سائنسدان محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ذاتی زندگی اور آپ کی شاندار کامیابیوں کے حوالہ سے ایک فلم دکھائی گئی۔ جبکہ ایک دوسری مارکی میں معلوماتی نمائش اور دُوربین کے مشاہدات کے ذریعے اسٹرالوجی سے متعلق نہایت دلچسپ معلومات انصار کے گوش گزار کی گئیں۔

اجتماع کا دوسرا دن۔ 14 ستمبر 2019ء

دوسرا اجلاس

دوسرے روز صبح دس بجے اجتماع کا دوسرا اجلاس مکرم چودھری لطف الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ نارتھ ایسٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم داؤد احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد مارکی کے مختلف حصوں میں متفرق علمی مقابلہ جات اور کھیل کے میدان میں بعض ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

مقابلہ جات کے دوران ہی گیارہ بجے تبلیغ مارکیوں میں چند معلوماتی پروگرام منعقد ہوئے۔ تبلیغ مارکی نمبر 1 میں پہلے بزنس کے آغاز سے متعلق معلومات مہیا کی گئیں۔ بعدازاں سوشل میڈیا کے فوائد، نقصانات اور بچوں کی سوشل میڈیا تک رسائی کے حوالے سے گفتگو کی گئی۔ جبکہ تبلیغ مارکی نمبر 2 میں پہلے صحت کو عمدہ حالت میں رکھنے سے متعلق اور بعدازاں وصیت لکھنے سے متعلق رہنمائی فراہم کی گئی۔ دوپہر کے کھانے سے قبل اجتماع گاہ میں مکرم چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے بعض مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔

تیسرا اجلاس

کھانے اور نماز ظہر وعصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد اجتماع کا تیسرا اجلاس مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد ایوب ندیم صاحب نے کی جس کا انگریزی ترجمہ مکرم سیّد کلیم احمد شاہ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم آصف چغتائی صاحب نے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد مکرم ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ نے انگریزی زبان میں "برکاتِ خلافت اور ہماری ذمہ داری" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدازاں پاکستان میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت پانے والے دو مخلص احمدیوں (مکرم محمد عبدالشکور صاحب عرف شکور بھائی اور مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب) نے زمانۂ اسیری میں پیش آمدہ واقعات اور پاکستان کے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے عمومی حالات بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم شکیل احمد بٹ صاحب قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ برطانیہ نے ایک تفصیلی پریزنٹیشن میں برطانیہ بھر میں مجلس انصاراللہ کے تحت ہونے والی کارگزاری پر روشنی ڈالی اور آخر میں ایک مستعد داعی الی اللہ مکرم ڈاکٹر اسماعیل محمد صاحب (آف عراق) کو تبلیغ کے حوالہ سے اپنے چند ذاتی ایمان افروز تجارب بیان کرنے کے لئے مدعو کیا۔

چوتھا اجلاس

اجتماع کا چوتھا اجلاس مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی زیر صدارت پانچ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم داؤد احمد صاحب نے کی، آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم شفیق Kusi صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم خالد بٹ صاحب نے اپنی خوبصورت آواز میں منظوم کلام پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم ظہیر احمد صاحب چیئرمین 'چیرٹی واک برائے امن' نے ایک تفصیلی پریزنٹیشن دی جس میں چیرٹی واک کی تاریخ بیان کرتے ہوئے گزشتہ سالوں کی شاندار کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ نیز بتایا کہ مجلس انصاراللہ یُوکے کو امسال 30 جون کو ملٹن کینز (Milton Keynes) میں منعقد ہونے والی چیرٹی واک میں خداتعالیٰ کے فضل سے ایک ملین (دس لاکھ) پاؤنڈ اکٹھے کرکے مختلف رفاہی اداروں میں تقسیم کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

انصار کے چیرٹی پروگرام کا ایک پھل مسرور آئی ہسپتال برکینا فاسو کی تعمیر اور اس ہسپتال کی عمدہ کارکردگی بھی ہے۔ اس ہسپتال کی تعمیر کے بعد مریضوں کے علاج معالجے پر اٹھنے والے اخراجات چونکہ مستقل قربانیوں کے متقاضی ہیں چنانچہ اس حوالہ سے مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ یوکے کی طرف سے مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی ہے کہ مخیّر احباب سے مستقل بنیادوں پر عطیہ جات وصول کرنے کا انتظام کریں۔ مکرم شیخ صاحب نے ڈائس پر آ کر احباب کو عطایا پیش کرنے کے طریق سے تفصیلاً آگاہ کیا اور باقاعدگی سے اس کارخیر میں حصہ لینے کی تلقین کی۔ اس موقع پر بہت سے احباب نے سٹینڈنگ آرڈر فارم بھی پُر کرکے جمع کروائے۔

اس کے بعد مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر نے چند علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے اور پھر برکاتِ خلافت کے موضوع پر اپنے ذاتی مشاہدات کے حوالہ سے تقریر کی۔ آپ نے مختلف ممالک میں مخلصین کے حق میں دربارِ خلافت سے اٹھنے والی دعاؤں کی قبولیت کے نہایت روح پرور واقعات بیان کئے۔ بعدازاں اس اجلاس کا آخری پروگرام منفرد اندازِ سخن کے حامل معروف شاعر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس ادبی نشست میں مکرم صدیقی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا کلام پیش کیا جس کا تعلق برکاتِ خلافت، احمدیوں پر پاکستان میں ہونے والے مظالم اور اس کے جواب میں مظلوم احمدیوں کے خوبصورت ردّعمل سے تھا۔

قریباً سات بجے شام اس اجلاس کی اختتامی دعا کروانے سے قبل مکرم عبدالماجد طاہر صاحب نے بتایا کہ اگرچہ دنیا کے ایک ملک پاکستان کی حکومت نے خلافتِ احمدیہ کی قدر نہیں کی لیکن خداتعالیٰ کے فضل سے آج دنیا کے کئی ممالک کے سربراہان اور اراکین پارلیمنٹ خلافت کا غیرمعمولی احترام کرتے ہیں، حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنکھیں بچھاتے ہوئے آپ کی دعاؤں سے مستفید ہوتے ہیں اور مختلف امور میں حضورانور کے مشوروں کے مطابق اقدامات کرتے ہیں۔ آنمحترم نے سیرالیون، غانا اور کینیڈا کے سربراہان کے چند واقعات بیان کئے اور دعا کے ساتھ یہ مجلس برخواست ہوئی۔

نماز مغرب وعشاء کی باجماعت ادائیگی کے بعد ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مکرم مولانا وسیم احمد فضل صاحب، مکرم مولانا عبدالمومن زاہد صاحب اور مکرم مولانا منصور احمد ضیاء صاحب کے پینل نے انصار کے مختلف سوالات کے جواب دیئے۔ یہ پروگرام رات دس بجے تک جاری رہا۔

اجتماع کا تیسرا دن۔ 15 ستمبر 2019ء

اجتماع کے تیسرے دن کا آغاز صبح دس بجے مرکزی مارکی میں تعلیم القرآن کوئز اور

بیت بازی کے دلچسپ مقابلوں سے ہوا۔

پانچواں اجلاس

سالانہ اجتماع کا پانچواں اجلاس گیارہ بجے صبح مکرم ڈاکٹر چودھری اعجازالرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم ظفراللہ احمدی صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم احمد Owusu-Konadu صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم فیصل مبارک صاحب نے دلنشیں آواز میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نعتیہ کلام پیش کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ اردو زبان میں کی جانے والی اس تقریر کا موضوع "استحکام خلافت اور انصاراللہ کی ذمہ داری" تھا۔ آنمحترم نے مختلف زاویوں سے اپنے مضمون کا احاطہ کرتے ہوئے خلافت کی نعمت کے عطا ہونے پر خداتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی اہمیت بیان کی تا کہ قرآن کریم کے اس وعدہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے جس کے مطابق شکرگزاروں کو انعامات میں مسلسل بڑھایا جاتا ہے۔ نیز آپ نے خلافت کے استحکام کے لئے عبادات خصوصاً نماز کے قیام اور غیرمشروط اور فوری اطاعت کرنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے خطوط اور ملاقاتوں کے ذریعہ خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی اہمیت بھی بیان کی۔ اس دوران میں مکرم منیرالدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہو چکے تھے جنہوں نے چند مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار اور عمدہ کارکردگی دکھانے والی مجالس میں انعامات اور سندات خوشنودی تقسیم کیں۔

قریباً سوا بارہ بجے مکرم ڈاکٹر چودھری اعجازالرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کا شاملین اجتماع سے روایتی خطاب ہوا۔ آپ نے "برکاتِ خلافت" کے پس منظر میں مختلف جہتوں سے انصار کو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی تا کہ ہم بھی اُن فتوحات کا نظارہ کرسکیں جن کا وعدہ خلافت کی اطاعت کرتے ہوئے پاکیزہ زندگی گزارنے والے احمدیوں سے کیا گیا ہے۔ آپ کی مختصر تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ جس کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اس کے ساتھ ہی سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع میں تشریف آوری ہوئی۔ اور لجنہ اجتماع کے اختتامی اجلاس کی کارروائی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے عالمی نشریاتی رابطے کے ذریعے پیش کی گئی۔ حضورانور کے پُرمعارف خطاب سے انصار نے اپنی اجتماع گاہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا اور دعا میں شامل ہوئے۔

کھانے کے وقفہ کے بعد قریباً تین بجے بعد دوپہر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقام اجتماع میں تشریف آوری ہوئی۔ جس کے بعد مرکزی مارکی سے باہر چند گروپ تصاویر ہوئیں اور پھر حضورانور کی اقتدا میں ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ بعد ازاں اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔

اختتامی اجلاس

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرصدارت اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ طیّب احمد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم ڈاکٹر اظہر صدیق صاحب نے پیش کیا۔ جس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ کی اقتدا میں انصاراللہ نے اپنا عہد دُہرایا۔ مکرم محمد اسحاق عاجز صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل حمدیہ منظوم کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ؎

کس قدر ظاہر ہے نُور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ ابصار کا

بعدازاں مکرم ڈاکٹر چودھری اعجازالرحمٰن صاحب صدر مجلس نے سالانہ اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مجلس انصاراللہ یوکے کا یہ اجتماع ایک بار پھر نہایت تاریخ ساز ثابت ہوا ہے۔ حضورانور نے ازراہ شفقت پہلی مرتبہ مجلس انصاراللہ کے اجتماع گاہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اس کے بعد پرچم کشائی کے ساتھ اجتماع کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ مکرم صدر صاحب نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حضورانور کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع سال کے آغاز ہی میں "برکات خلافت" رکھا گیا تھا۔ اسی مرکزی خیال کے تحت دورانِ سال 136 مجالس میں سے 64 نے لوکل اجتماعات کا انعقاد کیا اور تمام 18 ریجنز کو اپنے ریجنل اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ امسال جون کے آغاز سے نیشنل اجتماع کی تیاریوں کا آغاز کردیا گیا تھا۔ مکرم فہیم انور صاحب ناظم اعلیٰ اجتماع اور اُن کی ٹیم نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے اَن تھک محنت کی۔

محترم صدر صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ، جلسہ ٹیم اور دیگر معاونین کا بھی شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ اجتماع کے دوران انصار نے مختلف تربیتی تقاریر سنیں نیز علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ امسال مختلف workshops کا بھی انعقاد ہوا جن کا مقصد انصار کے علم میں اضافہ کرنا تھا۔ ان ورکشاپس کے موضوعات میں انٹرنیٹ کے خطرات، بچوں کو انٹرنیٹ کے صحیح استعمال سے آگاہی، کاروبار کا آغاز، ذہنی صحت سے متعلق معلومات، وصیت لکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ قیادت تبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے، شعبہ تبلیغ یوکے، الفضل انٹرنیشنل، Voice of Islam، ہومیئوپیتھی فرسٹ اور مسرور آئی انسٹیٹیوٹ (Masroor Eye Institute) کی طرف سے معلوماتی نمائشوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

رپورٹ کے اختتام پر مکرم صدر صاحب نے مجلس انصاراللہ یوکے کی طرف سے حضورانور کی شفقتوں کا ایک بار پھر تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورانور کی ہدایات کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حقیقی معنوں میں حضور کی تمام توقعات کو پورا کرتے ہوئے حقیقی انصار بننے والے ہوں۔ آمین۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ نے گزشتہ سال کے دوران نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر چند مجالس کو انعامات سے نوازا۔ ان خوش نصیب مجالس اور ریجنز میں درج ذیل شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب کے لئے بابرکت فرمائے:

1۔ حاضری کے لحاظ سے بہترین ریجن: فضل ریجن
2۔ حاضری کے لحاظ سے بہترین مجلس: اسلام آباد
3۔ کارکردگی کے لحاظ سے بہترین ریجن: فضل ریجن
4۔ کارکردگی کے لحاظ سے بہترین چھوٹی مجلس: Liverpool
5۔ کارکردگی کے لحاظ سے یُوکے کی بہترین اور امسال علَمِ انعامی کی حقدار: مجلس بالہم۔ Balham (نُور ریجن)

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار سے پُرحکمت نصائح پر مبنی خطاب فرمایا جس میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے اور اپنے انجام کے بخیر ہونے کے لئے عملی اقدامات کرنے کی

طرف توجہ دلائی۔حضور انور کا خطاب اسی شمارہ کی زینت بنایا جارہا ہے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس کے ساتھ سالانہ اجتماع 2019ء بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اجتماع کئی منفرد برکتوں کی وجہ سے ہم انصار کی زندگیوں اور مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تاریخ کا ایک زرّیں باب ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت ہمارے لئے دائمی برکات کا پیش خیمہ بنادے اور ہمیں اپنے آقا کی توقعات سے بڑھ کر حضور انور کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ اجتماع کے مختصر کوائف اور حاضری

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی خدام کا اجتماع اسی مقام پر منعقد ہوا تھا اور ایک ہفتہ بعد مجلس انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات بھی (پردہ کی رعایت کے ساتھ) یہاں منعقد ہوئے۔ مقام اجتماع کا ایک بڑا حصہ پارکنگ کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ رجسٹریشن کے عمل سے گزرنے والوں کے لئے رضا کاروں کی ایک ٹیم خوش آمدید کہنے اور مزید رہنمائی کرنے کے لئے تیار تھی۔ رجسٹریشن کے وسیع خیمہ سے متصل اجتماع کی انتظامیہ کے دفاتر کے علاوہ نیشنل شعبہ وصیت، ہیومینٹی فرسٹ، ریڈیو Voice of Islam اور مجلس انصاراللہ برطانیہ کے شعبہ مال وغیرہ نے سٹالز لگائے ہوئے تھے۔ حسب سابق اجتماع کی رجسٹریشن کروانے کے لئے قبل از وقت online سہولت مہیا تھی اور ویب سائٹ پر مکمل معلومات مسلسل update کی جارہی تھیں۔ رجسٹریشن کے مراحل طے کرنے کے بعد مقامِ اجتماع میں داخل ہونے کے بعد سامنے ہی لوائے انصاراللہ اور برطانیہ کا قومی پرچم لہراتے ہوئے نظر آتے تھے۔

امسال اجتماع گاہ (Main Marquee) میں فرشی نشست پر تین ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی جبکہ ڈیڑھ ہزار کرسیاں بھی لگائی گئی تھیں۔ اسی طرح سٹیج پر قریباً پچاس افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ سٹیج کے ایک جانب ایک بہت بڑی ٹی وی اسکرین (TV screen) نصب کی گئی تھی جس سے مارکی کے پچھلے حصہ میں بیٹھے احباب بھی اجتماع کی کارروائی سے مستفید ہورہے تھے۔ نیز پریزنٹیشنز (Presentations) کے دوران یہ ٹی وی اسکرین مختلف گرافس اور تصاویر پیش کرنے کے لئے بھی استعمال کی جارہی تھی۔ مارکی کی دیواروں پر مختلف بینرز آویزاں تھے جن پر خصوصیت سے مجلس انصاراللہ کے قیام کے مقاصد اور انصار کے لئے خلفائے سلسلہ کی ہدایات رقم تھیں۔ سٹیج کی بیک گراؤنڈ سادہ مگر دیدہ زیب تھی۔ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع (Theme) چونکہ ''خلافت کی برکات'' تھا اس لئے سٹیج کے بیک گراؤنڈ میں نصب خوبصورت کینوس پر قرآن کریم کی آیت ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَاتَفَرَّقُوْا'' (آل عمران:104) مع انگریزی و اردو ترجمہ تحریر کی گئی تھی۔

امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر مسرور آئی ہسپتال برکینا فاسو کے حوالہ سے بھی جس معلوماتی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا اس میں ہسپتال کی عمارت کے ماڈل کے علاوہ ہسپتال کی تعمیر کے مختلف مدارج کی تصاویر نیز آئندہ کے لئے اس ہسپتال کی ضروریات کے حوالہ سے معلومات پیش کی گئی تھیں۔ اس شاندار ہسپتال کی تعمیر اور اس میں ہونے والے علاج معالجے کی ذمہ داری سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجلس انصاراللہ یُوکے کو سونپی گئی ہے۔

کارڈف میں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بھی مجلس انصاراللہ یوکے کے ذمہ ہے۔ نمائش میں اس حوالے سے بھی معلومات پیش کی گئی تھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ کے تحت تعمیر ہونے والی برطانیہ کی یہ دوسری مسجد ہوگی۔

ایک معلوماتی نمائش میں مختلف موضوعات پر آیاتِ قرآنی اور اُن کا ترجمہ آویزاں تھا نیز مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم بھی میز پر ترتیب سے رکھے گئے تھے۔ نمائش کے ایک حصہ میں ایک تبلیغی سٹال کا نقشہ پیش کیا گیا تھا۔ جبکہ نمائش میں مجلس انصاراللہ یوکے کی نیشنل اور ریجنل سطح پر ہونے والی چند اہم تقاریب کی تصاویر اور معلومات پر مبنی پوسٹرز بھی نمائش کیلئے پیش کئے گئے تھے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ تبلیغ کے تحت ایک خوبصورت معلوماتی تبلیغی نمائش کا اہتمام علیحدہ مارکی میں بھی کیا گیا تھا جسے بڑی تعداد میں زائرین نے ملاحظہ کیا۔ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کے علیحدہ علیحدہ کیمپ قائم تھے۔ ایک بڑی مارکی انصار کی رہائش کے لئے مختص تھی جس میں 350 بستر لگائے گئے تھے۔ جبکہ دو مارکیوں کو طعام گاہ کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا۔ طعام گاہ میں مجموعی طور پر 250 میزیں اور 500 کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ نیز بزرگان اور کارکنان کے لئے کھانے کا علیحدہ انتظام بھی کیا گیا تھا۔ گرم چائے کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ اسی طرح ماحول کی صفائی کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔ مجموعی طور پر 36 ٹوائلٹس اور غسلخانے مہیا کئے گئے تھے۔

اجتماع کے تینوں دن صبح ساڑھے چار بجے نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی جبکہ نماز فجر کے بعد درس کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ امسال بھی اردو زبان میں کی جانے والی تمام تقاریر کا Live (براہ راست) انگریزی زبان میں ترجمہ کا انتظام تھا۔

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے سالانہ اجتماع میں شامل ہونے والے افراد کی کُل تعداد 4622 تھی جن میں 3107 ؍انصار اور 1515 ؍دیگر زائرین تھے۔ جبکہ گزشتہ سال اجتماع میں شامل ہونے والے کُل 3913 ؍افراد میں 2519 ؍انصار اور 1394 ؍دیگر مہمان شامل تھے۔ اس طرح امسال اجتماع میں شامل ہونے والے انصار کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت 588 ؍زیادہ تھی۔ الحمدللہ

امسال منعقد ہونے والے مختلف علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم، تقریر (اردو وانگریزی)، فی البدیہہ تقریر (اردو اور انگریزی)، مضمون نویسی (بعنوان جنگ جمل۔ وجوہات، واقعات اور اثرات)، تعلیمی ٹیم کوئز، تعلیم القرآن کوئز (جس کا نصاب سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سورۃ الفاتحہ کی بیان فرمودہ تفسیر تھی) نیز پیغام رسانی اور بیت بازی شامل تھے۔ جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں کرکٹ، والی بال، فٹ بال، رسّہ کشی، گولہ پھینکنا (صف اوّل وصف دوم)، کلائی پکڑنا (صف اوّل وصف دوم)، وزن اٹھانا (صف اوّل وصف دوم)، صف اوّل کی 50 میٹر اور صف دوم کی 100 میٹر اور 400 میٹر کی دوڑوں کے مقابلے شامل تھے۔

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ امسال **علَمِ انعامی حاصل کرنے والی مجلس** Balham ہے۔ اس مقابلے میں مجلس Mitcham نے دوسری اور مجلس Thornton Heath South نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

گزشتہ سال کی **مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے ریجنز** میں اوّل فضل ریجن، دوم نُور ریجن اور سوم ساؤتھ ریجن رہا۔

اسی طرح **چھوٹی مجالس میں مجموعی کارگزاری** کی بنیاد پر اوّل مجلس Liverpool، دوم مجلس Hartlepool اور سوم مجلس Southfields قرار پائی۔

شعبہ تبلیغ میں بہترین ریجن ایسٹ مڈلینڈز، دوم مقامی اسلام آباد اور سوم بشیر ریجن اور طاہر ریجن مشترکہ طور پر قرار پائے۔ نیز شعبہ تبلیغ میں ہی بہترین مجلس نوٹنگھم، دوم لورپول اور سوم حلقہ مسجد قرار پائے۔

شعبہ مال میں بڑے ریجن کے مقابلوں میں اول طاہر ریجن، دوم بشیر ریجن اور سوم ساؤتھ، فضل اور نور ریجنز مشترکہ طور پر قرار پائے۔ شعبہ مال میں بڑی مجالس میں اول ویسٹ ہل، دوم شرلی اور سوم روہیمپٹن ویل قرار پائے۔ جبکہ شعبہ مال میں چھوٹی مجالس

کے مقابلہ میں اول جامعہ، دوم ایڈنبرا اور سوم پوزیشن لیمنگٹن سپا نے حاصل کی۔

شعبہ تعلیم میں ریجن کے مقابلوں میں اول طاہر ریجن، دوم ساؤتھ اور نارتھ ویسٹ ریجنز مشترکہ طور پر جبکہ سوم ایسٹ مڈلینڈ ریجن قرار پائے۔شعبہ تعلیم میں مجالس کی سطح پر اول نوٹنگھم، دوم کیتھلے اور سوم لورپول قرار پائے۔

شعبہ تعلیم القرآن میں ریجنل مقابلوں میں اول فضل ریجن، دوم طاہر اور نارتھ ویسٹ ریجن سوم قرار پائے۔

شعبہ ایثار میں ریجن کے مقابلوں میں اول نور ریجن، دوم مقامی اسلام آباد ریجن جبکہ سوم مسرور ریجن قرار پائے۔جبکہ **شعبہ ایثار** میں مجالس میں اول بالہم، دوم اپسم اور سوم ویسٹ کرائیڈن کی مجالس قرار پائیں۔

چیرٹی کے لئے رقم جمع کرنے میں اول انعام مکرم سفیر سنوری صاحب نے اور دوسرا انعام مکرم ندیم عالم صاحب نے حاصل کیا۔

اجتماع میں بہترین حاضری کی مجلس اسلام آباد قرار پائی جبکہ فضل ریجن نے ریجنز میں اول پوزیشن حاصل کی۔

دوران سال **غیر معمولی ترقی کا مظاہرہ کرنے والے** ریجن ایسٹ مڈلینڈ اور مجلس برمنگھم ساؤتھ کو بھی اعزازات دیئے گئے۔

نتائج علمی مقابلہ جات

تلاوت قرآن کریم: اول: مکرم داؤد احمد صاحب (نارتھ ویسٹ ریجن)
دوم: مکرم محمود اللہ خان صاحب (طاہر ریجن)
سوم: مکرم ظفر اللہ احمدی صاحب (نور ریجن)
حفظ قرآن: اول: مکرم فرحت راجہ صاحب (نارتھ ایسٹ ریجن)
دوم: مکرم طاہر محمود صاحب (بشیر ریجن)
سوم: مکرم سعید ملک صاحب (ایسٹ ریجن)
نظم: اول: مکرم خالد بٹ صاحب (ناصر ریجن)
دوم: مکرم مدثر احمد صاحب (ساؤتھ ریجن)
سوم: مکرم مبشر شہزاد صاحب (سکاٹ لینڈ ریجن)
تقریر انگریزی: اول: مکرم ڈاکٹر اظہر صدیقی صاحب (ویسٹ مڈلینڈ ریجن)
دوم: مکرم Abayoumi ابراہیم صاحب (سکاٹ لینڈ ریجن)
سوم: مکرم لقمان Adarabioyo صاحب (نارتھ ویسٹ ریجن)
تقریر اردو: اول: مکرم ڈاکٹر انور کمال صاحب (ویسٹ مڈلینڈ ریجن)
دوم: خاکسار محمود احمد ملک (مقامی ریجن اسلام آباد)
سوم: مکرم رانا عرفان احمد صاحب (فضل ریجن)
تقریر فی البدیہہ انگریزی: اول: مکرم عارف احمد صاحب (نارتھ ایسٹ ریجن)
دوم: مکرم مظفر ملک صاحب (مسرور ریجن)
سوم: مکرم ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب (فضل ریجن)
تقریر فی البدیہہ اردو: اول: خاکسار محمود احمد ملک (مقامی ریجن اسلام آباد)
دوم: مکرم ڈاکٹر انور کمال صاحب (ویسٹ مڈلینڈ ریجن)
سوم: مکرم راجہ عطاء المنان صاحب (مقامی ریجن اسلام آباد)
مضمون نویسی انگریزی: اول: مکرم منصور احمد صاحب (مسرور ریجن)
دوم: مکرم ڈاکٹر طیب احمد منصور صاحب (بیت الفتوح ریجن)
سوم: مکرم پروفیسر آصف علی پرویز صاحب (ناصر ریجن)
مضمون نویسی اردو: اول: مکرم عامر محمود صاحب (نارتھ ایسٹ ریجن)
دوم: خاکسار محمود احمد ملک (مقامی ریجن اسلام آباد)
سوم: مکرم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب (ویسٹ مڈلینڈ ریجن)
تعلیم القرآن کوئز: اول: نارتھ ریجن۔دوم: مقامی ریجن اسلام آباد۔سوم: فضل ریجن
ٹیم کوئز: اول: فضل ریجن۔دوم: نارتھ ویسٹ ریجن۔سوم: مقامی ریجن اسلام آباد
بیت بازی: اول: بیت الفتوح ریجن۔دوم: ناصر ریجن۔سوم: فضل ریجن
پیغام رسانی: اول: بشیر ریجن۔دوم: فضل ریجن۔سوم: بیت الفتوح ریجن

نتائج ورزشی مقابلہ جات

والی بال: اول: بشیر ریجن۔دوم: نارتھ ویسٹ ریجن
فٹ بال: اول: نارتھ ایسٹ ریجن
رسہ کشی: اول: فضل ریجن
گولہ پھینکنا صف اول: اول: مکرم ظفر احمد صاحب (بیت الاحسان)
گولہ پھینکنا صف دوم: اول: مکرم حسن بٹ صاحب (ومبلڈن پارک)
کلائی پکڑنا صف اول: اول: مکرم مبشر احمد فضل صاحب (حلقہ مسجد)
کلائی پکڑنا صف دوم: اول: مکرم نعیم اللہ علوی صاحب (بالہم)
دوڑ 400 میٹر: اول: مکرم احمد Gusu Konaday صاحب (سکاٹ لینڈ)
دوڑ 100 میٹر: اول: مکرم الطاف احمد صاحب (نور ریجن)
دوڑ 50 میٹر صف اول: اول: مکرم احمد Gusu Konaday صاحب (سکاٹ لینڈ)
کرکٹ سپر اوور صف دوم: مکرم گوہر مقصود صاحب (مسرور ریجن)
کرکٹ سپر اوور صف اول: مکرم سرفراز خان صاحب (مسرور ریجن)
وزن اٹھانا صف دوم: مکرم ارشد بٹ صاحب (ہرٹس ریجن)
وزن اٹھانا صف اول: مکرم مبشر بٹ صاحب (ساؤتھ آل)

اللہ تعالیٰ یہ اعزازات بابرکت فرمائے۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے شاملین اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اجتماع کی برکات سے متمتع فرمائے۔آمین

بقیہ: اصحاب احمد کا جذبہ دعوت وتبلیغ از صفحہ 19

صاحب نے بھی حضرت راجیکی صاحبؓ کے کہنے پر یہ دعا کی اور پرچہ سنانا شروع کیا تو تمام حاضرین یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ یہ وہی پرانی باتیں ہیں جو سنی ہوئی ہیں اور صرف مولانا راجیکی صاحب مع دو اور احباب کے رہ گئے اور مولوی مذکور نے پرچہ سنانا بند کر دیا کہ اب کس کو سناؤں۔

حضرت مولوی صاحب نے اس دعا کی طرف توجہ دلا کر کہا کہ یہ آپ کے اقارب اور دوست اور ہم مذہب تھے اور میں دوسری جگہ کا آدمی ہوں۔انہوں نے میری باتیں توجہ سے سنیں اور تمہاری نہ سنیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حضرت اقدسؑ کی صداقت کا نشان دکھایا ہے۔وہ شرمندگی سے چھپ کر اپنے گاؤں چلا گیا اور آٹھ احباب نے بیعت کر لی۔(اصحاب احمد جلد 8)

(باقی آئندہ شمارہ میں)